9/28

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ⊙ لاہور

۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی غزوۃ تبوک یوم الخمیس. وکان یحب ان یخرج یوم الخمیس (متفق علیہ)، وفی روایۃ فی الصحیحین، لقلما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الا فی یوم الخمیس ؛

ترجمہ! حضرت کعب بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جمعرات کے روز نکلے تھے اور آپ جمعرات کو سفر کرنا اور نکلنا پسند فرماتے تھے (اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے) اور صحیحین (بخاری و مسلم) کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ بہت کم ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے (سفر وغیرہ میں) مگر جمعرات کے دن۔

عن صخر بن وداعۃ الغامدی الصحابی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لامتی فی بکورھا وکان اذا بعث سریۃ او جیشًا بعثھم من اول النھار وکان صخر تاجرًا، وکان یبعث تجارتہ اول النھار فاثری وکثر مالہ رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن

ترجمہ! حضرت صخر بن وداعۃ الغامدی الصحابی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! میری امت کے دن کے ابتدائی حصہ میں برکت عطا فرما! اور آپ جب کبھی چھوٹا یا بڑا کوئی لشکر روانہ فرماتے تو دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ فرماتے (راوی حدیث کا بیان ہے کہ حضرت صخر رضؓ تاجر تھے اور وہ اپنے تجارتی مال کو دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ فرماتے تو ان کی تجارت بڑھی اور ان کے مال میں بہت اضافہ ہوا اس حدیث کو امام ابوداود، اور ترمذی نے روایت کیا ہے، اور امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے ؛

فائدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ خود بھی یہی تھی، کہ علی الصبح سفر پر روانہ ہو جاتے اور اسی کا امت کو حکم فرمایا۔ کیوں کہ یہ خیر و برکت کا وقت ہوتا ہے اور طبیعت میں فرحت ہوتی ہے کام وقت پر ختم ہوتا ہے

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان الناس یعلمون من الوحدۃ ما اعلم ما سار راکب بلیل وحدہ رواہ البخاری)

ترجمہ! حضرت ابن عمر رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسانوں کو اس چیز کا علم ہو جائے، کہ تنہا سفر کرنے میں کیا کیا نقصانات ہیں جس قدر کہ میں جانتا ہوں، تو کوئی سوار رات کو سفر نہ کرے (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "الراکب شیطان، والراکبان شیطانان والثلاثۃ رکب"، رواہ ابوداود، والترمذی والنسائی باسانید صحیحۃ، وقال الترمذی: حدیث حسن

ترجمہ! حضرت عمرو بن شعیب رحؒ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار، قافلہ ہیں (کیونکہ اب وہ ان برائیوں سے محفوظ رہیں گے جن کا تنہا سفر کرنے میں احتمال ہوسکتا ہے) امام ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اس حدیث کو اسانید صحیحہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ

تین آدمی قافلہ کہلانے کے مستحق ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ اس وقت ایک جماعت کی سی شکل ہو جاتی ہے۔ اور جو فوائد فوت ہو رہے تھے ان کا خدشہ کم ہو جاتا ہے اور شیطان کا غلبہ ختم ہو جاتا ہے اور اس طرح نقصانات سے بھی کچھ مامون و محفوظ ہو جاتے ہیں

عن ابی سعید رضؓ و ابی ھریرۃ رضی اللہ عنھما قالا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج ثلاثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم"، حدیث حسن رواہ ابوداود باسناد حسن۔

ترجمہ! حضرت ابوسعید خدری رضؓ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تین آدمی سفر میں نکلیں تو ان کو چاہیئے۔ کہ اپنے میں سے ایک کو امیر مقرر کر لیں۔ یہ حدیث حسن ہے، امام ابوداؤد نے اسناد حسن کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "خیر الصحابۃ اربعۃ وخیر السرایا اربعمائۃ وخیر الجیوش اربعۃ الاف، ولن تغلب اثنا عشر الفا من

باقی ص ۱۸ پر



جلد ۹ | ۵ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ | ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء | شمارہ ۲۸

اسلام اور مسلمانوں کی سخت جانی

اخبارات کا مطالعہ کیجئے یا حالاتِ حاضرہ کا جائزہ لینے بیٹھیے یہ سوہان روح حقیقت فوراً آپ کے سامنے آجائے گی کہ مسلمان اور اسلام سے زیادہ مظلوم کوئی مخلوق اس وقت سطح ارضی پر موجود نہیں۔ جس سمت نظر دوڑاؤ جس غیر مسلم لا مذہب سٹیٹ میں دیکھو مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ ہوگا۔ ہندوستان میں ہندو عوام و حکام انہیں سکھ کا سانس نہیں لینے دیتے، طرح طرح کے مظالم ان پر ڈھائے جاتے ہیں اور اس قسم کے واقعات کہ فلاں فلاں مقامات پر فرقہ وارانہ فسادات نے نازک صورت اختیار کرلی، یکطرفہ بلوہ ہو گیا، اتنے مسلمان مارے گئے۔ ان کی عورتیں بے عزت کی گئیں، ان کی دوکانیں اور گھر بے دردی سے لوٹے گئے وغیرہ وغیرہ اخبارات کے توسط سے اکثر نگاہوں سے گزرتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ذہنی ارتداد کی جو تحریک بھارتی اسکولوں اور دیہات میں چلائی جا رہی ہے۔ وہ اس سے کہیں بڑھ کر خطرناک اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے لئے سم قاتل ہے۔ روسی مسلمانوں کے حالات بھی کچھ اس سے زیادہ مختلف نہیں چنانچہ پچھلے دنوں اخبارات سے پتہ چلا تھا کہ عرب لیگ کے ممبر ممالک اقوام متحدہ سے روس کے خلاف احتجاج کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ روس میں مسلمانوں کے خلاف مذہب کی بنا پر زیادتی کی جا رہی ہے اور روس کی وسطی ایشیائی جمہوریت میں جہاں مسلمان کثرت سے آباد ہیں روسی اخبار اور کمیونسٹ افسران مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہاں سے اسلام کو ختم کر دیا جائے کیونکہ یہ رجعت پسندانہ مذہب ہے

اسرائیل نے مغربی سامراج کے بل بوتے پر عربوں کی زندگی تلخ کر رکھی ہے اور ہزاروں عرب محض مسلمان ہونے کی پاداش میں سینکڑوں مشکلات و مصائب میں گرفتار جلا وطنی اور خانماں بربادی کی زندگی گزار رہے ہیں — غرضیکہ جس طرف نگاہ اٹھاؤ، دنیا کے جس گوشے میں نظر دوڑاؤ اسلام اور مسلمان اپنی مظلومیت کے نوحہ سرا دکھائی دیتے ہیں اور غیروں کو چھوڑیئے اب تو اپنوں اور مسلمان کہلانے والوں نے بھی اس سے غفلت و بے اعتنائی کی تقریباً ساری سنتیں زندہ کر دی ہیں۔

چنانچہ مسلم ممالک میں جہاں اسلام اور مسلمانوں کا بول بالا ہونا چاہیئے تھا وہاں اگرچہ مسلمانوں پر تو عرصۂ حیات تنگ نہیں مگر اسلام اپنی مظلومیت کا اسی طرح نوحہ سرا ہے جیسے دوسرے ممالک میں اسلام پسند اور دین دار لوگوں نے دینِ حق کی تبلیغ اور اعلائے کلمۃ الحق سے غفلت شعاری کی تمام سنتیں تازہ کر دی ہیں علمائے کرام کی اکثریت متعار زیر پر ہے۔ حق گوئی و بیباکی روایات کہن قصۂ پارینہ ہوتی جاتی ہیں۔ اور بناوٹی مشائخ کی ایک بڑی کھیپ نے مسلمانوں کو گمراہی کے عمیق غار میں دھکیل دیا ہے۔

اس کے برعکس جدید تعلیم یافتہ لوگوں کا ایک طبقہ جسے اسلام سے صرف نام کا ہی تعلق ہے۔ مغربی تہذیب و تمدن کی اندھا دھند تقلید اور بے حیائی و عریانی کی دوڑ میں مغربی ممالک سے بھی آگے نکل جانا چاہتا ہے ستم بالائے ستم یہ کہ وہ مسلمان کہلانے کے باوجود کفر کی کورانہ تقلید میں اسلام کو رجعت پسندی کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ اپنے ماضی کی طرف دیکھتے، اسلام کے محاسن و محامد کو جانچتے اور کتاب و سنت کی تعلیمات میں غور و فکر کرتے تو ان عقل کے اندھوں کو معلوم ہو جاتا کہ آج دنیا میں جتنی ترقیاں ہوئی ہیں اور دنیا کے عوام کو جتنے حقوق و مراعات ملے ہیں وہ اسلام ہی کے عطا کردہ ہیں —

دوسرا جدید تعلیم یافتہ طبقہ وہ ہے جو خود تو اسلام کے قالب میں ڈھلنا نہیں چاہتا مگر اسلام کو اپنے قالب میں ڈھالنے کی فکر ضرور اسے دامنگیر ہے اور چاہتا ہے کہ اسلام کو جدید تقاضوں کے مطابق رنگ دیا جائے۔ یہ طبقہ اسلام کی ضرورت کا قائل ہے لیکن تعلیمات اسلامی سے ناواقفیت کی بنا پر اس کی ہمہ گیری کا تصور اس کے نزدیک قطعی مختلف ہے۔ اس طبقہ میں شامل لوگ جس طرح اپنے موضوعہ کردہ قوانین کو توڑ مروڑ کر ان کو نت نئی موافق و مخالف تشریحات و توجیہات کرتے اور ان میں ترامیم و تنسیخ کا رندہ چلاتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی قوانین کو سمجھتے ہیں۔ اور ان موقع کے مناسب ترامیم کرکے حسب حال بنانا چاہتے ہیں۔ وہ سراسر ناممکن ہے۔ اسلام خدا کا قانون اور تمام نوع انسانی کے لئے قیامت تک مکمل ضابطۂ حیات ہے — یہ اٹل ہے اسے کبھی نہیں بدلا جا سکتا۔ یہ لوگوں اور حالاتِ زمانہ کو بدلنے کے لئے آیا ہے نہ کہ خود بدلنے کے لئے —

مذکورہ بالا دو طبقوں کے علاوہ ان سے بڑھ کر اسلام پر ظلم ڈھانے والے وہ مدعیان اجتہاد اور مولوی صاحبان ہیں جو اسلاف کی راہ سے ہٹ کر صرف اپنے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے اپنی اپنی رائے کے مطابق دین مبین کا حلیہ بگاڑنے میں مصروفِ عمل ہیں اور وہ تجدد پسندی کے زعم میں دین سے یہاں تک دور ہو گئے ہیں کہ رسول اللہؐ کا دامن رحمت سنت نبی کریمؐ کا فیضان اور صحابہؓ کی راہ بھی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی ہے ۴۴

اظہار تشکر

جن جن صاحبان نے بندہ کی اہلیہ کی وفات پر اظہار ہمدردی کیا ہے ان سب کو فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں چنانچہ بذریعہ سطور ہذا سب صاحبان کی ہمدردی کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزا (مولانا) عبدالحنان ہزاروی خطیب جامع مسجد مصوسہ منڈی راولپنڈی

مجلس ذکر ۱۴ نومبر ۱۹۶۳ء ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ

غرور و تکبر ایک روحانی مرض

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا احسان و شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق دی ہے ہزاروں ہمارے بھائی ایسے بھی ہوں گے جو اس وقت خرافات اور غلط کاموں میں مشغول اپنا وقت ضائع کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گم کردہ راہ بھائیوں کو ہدایت کا راستہ دکھائے۔ اور ہمیں بھی زیادہ اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں حضرت رح کے طریقہ کے مطابق کچھ نہ کچھ اصلاح حال کے لئے ذکر کر دیا کرتا ہوں آج ذکر ہی کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں

قرآن و حدیث میں بار بار ذکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر اللہ کر کے امت کے سامنے اپنا عملی نمونہ پیش کیا۔ اور یاد الٰہی کے مختلف طریقے بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ذکر اللہ کرنے پر بے حد انعامات و اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے تاکہ مسلمانوں میں ذکر اللہ کرنے کا شوق پیدا ہو۔

ذکر اللہ کرنے کے بعد غرور و تکبر کا شکار نہ ہونا چاہیئے اور نہ کبھی دل میں یہ خیال لانا چاہیئے کہ جو مسلمان ذکر اللہ کی مجالس میں شریک نہیں ہوتے وہ ذلیل ہیں ان سے اپنے آپ کو کبھی اعلےٰ و افضل اور برتر نہ سمجھیں، ہوسکتا ہے کہ وہ دیگر دینی کاموں میں مشغول رہتے ہوں اور آپ سے زیادہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوں۔ طالب علم دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں، اساتذہ درس تدریس میں مشغول رہتے ہیں، ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہے۔ غرض یہ کہ اپنے دل میں یہ خیال کبھی نہ لائیں کہ دوسرے ذلیل ہیں اور میں اعلیٰ و افضل ہوں اپنے کو بڑا سمجھنا ایک روحانی مرض ہے۔ اگر دل میں اس قسم کا خیال آئے۔ تو فوراً نکال دیں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رض کی صفت کو قرآن کریم میں بیان فرماتے ہیں۔

سابقوا بالخیرات

اس لئے آپ کو نیکیوں میں زیادتی کی فکر ہونی چاہیئے۔ ذکر اللہ آپ کا اوڑھنا بچھونا ہونا چاہیئے۔ نیکیوں میں اپنے سے بہتر کو دیکھیں اور یہ کوشش کریں کہ جس طرح صحابہ کرام رض اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے تھے اسی طرح ہم بھی راتوں کو ذکر اللہ کریں نفل گذاریں، تلاوت قرآن کریں۔ تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیں۔ علم خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔ غرض نیکیوں میں زیادتی کی طرف خیال رکھیں اور غرور تکبر کو دل میں راہ نہ پانے دیں کئی لوگ روحانی سلاسل میں بھی اپنے سلسلہ کو برتر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسرے سلسلہ کی تحقیر کرتے ہیں۔ یہ سخت زیادتی اور گناہ ہے۔ تمام روحانی طریقے نقشبندی، سہروردی، چشتی حق پر ہیں کسی کو کمتر خیال نہ کرنا چاہیئے۔

ہمارا تعلق سلسلۂ قادریہ سے ہے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ اسی لئے ہم ذکر اللہ شروع کرنے سے پہلے ۱۱ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر ان کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتے ہیں لیکن ہمارا یقین یہی ہے کہ چاروں طریقے حق پر ہیں۔ سب کا مقصد حصول رضائے الٰہی ہے۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ساتھ احقر الانام لکھا کرتے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ حقیر یہ ہے عاجزی و انکساری کہ غرور و تکبر کا نام و نشان نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے میری امت میں سب سے زیادہ خطرہ چھوٹے شرک کا ہے اور وہ ہے ریا (دکھلاوا) دکھاوے کی نماز، دکھاوے کے ذکر اذکار سب مردود اور باعث عذاب ہیں چنانچہ آپ ذکر و اذکار، عبادت، نماز، صدقات و خیرات خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے کریں کوئی نام و نمود عزت و شہرت مقصود نہ ہو۔ ایک صحابی رض نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر طریقے سے یاد کرنی چاہتا ہوں"

تو آپ نے فرمایا کہ تیری زبان ہمہ وقت لا الٰہ الا اللہ سے تر رہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خاص ذکر پوچھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ یہ تو سب لوگ پڑھتے ہیں۔ میں تو خاص ذکر پوچھتا ہوں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دو اور دوسرے پلڑے میں لا الٰہ الا اللہ تو کلمہ والا پلڑا جھک جائے گا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ عبادت اور ذکر اذکار کی توفیق عطا فرمائے

خانہ کعبہ میں نہر زبیدہ ہے۔ لاکھوں جاندار اس سے پانی پیتے ہیں۔ چونکہ اس نے خالصتاً اللہ کے لئے یہ نہر تعمیر کروائی تھی جب تک یہ نہر جاری رہے گی اس سے فائدہ اٹھانے والوں کا اجر و ثواب ملکہ زبیدہ کو ملتا رہے گا۔ کہتے ہیں کہ ملکہ زبیدہ کو خواب آیا تھا کہ تمام خلق خدا انسان و حیوان کو میں فائدہ پہنچا رہی ہوں ـــــ بڑی پریشان ہوئی۔ علمائے کرام کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ تم ایک ایسا کام کرو گی جس سے ساری دنیا کے لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ جب وہ مکہ معظمہ گئی تو وہاں پانی کی قلت دیکھ کر اس نے یہ نہر تعمیر کرائی۔ جس سے خلق خدا فائدہ اٹھا رہی ہے بہرحال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ذکر اللہ اور عبادت خالصتاً اللہ کے لئے ہو اور اس کے بعد غرور اور تکبر بالکل نہ ہو۔

درخت کو جب پھل لگتا ہے تو وہ جھک جاتا ہے اسی طرح اگر آپ کو نیکیوں کا پھل لگے تو آپ میں اور زیادہ عاجزی و انکساری ہونی چاہیئے اور یہی ذکر اللہ کا لازمی نتیجہ ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ علمائے کرام کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمہارے دل میں یہ خیال آئے کہ تم عالم ہو اور دوسرے جاہل ہیں اور اس

خطبہ جمعہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ ۱۵ نومبر ۱۹۶۳ء

وعظ و نصیحت کے میدان میں تشدد سے اجتناب

حلم و بردباری، نرم کلامی اور استقامت ہی علماء حق کے بہترین ہتھیار ہیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ——— امّا بعد ———

کُنتُم خَیرَ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ وَ تُؤمِنُونَ بِاللہِ ط

تم تمام امتوں میں "بہتر امت" ہو جو لوگوں کی (ارشاد و اصلاح) کے لئے ظہور میں آئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے والے برائی سے روکنے والے اور اللہ پر (سچا) ایمان رکھنے والے ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے تم کو تمام امتوں سے بہترین امت قرار دیا ہے اس کے علم ازلی میں پہلے سے یہ ہی مقدر ہو چکا تھا جس کی خبر بعض انبیائے سابقین کو بھی دی گئی تھی کہ جس طرح نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہونگے آپ کی امت بھی جملہ امم و اقوام پر گوئے سبقت لے جائے گی۔ کیونکہ اس کو سب سے اشرف و اکرام پیغمبر نصیب ہوگا۔ اوم و اکمل شریعت ملے گی۔ علوم و معارف کے دروازے اس پر کھول دیئے جائیں گے، ایمان و عمل اور تقویٰ کی تمام شاخیں اس کی محنت اور قربانیوں سے سرسبز و شاداب ہوں گی۔ وہ کسی خاص قوم و نسب یا مخصوص ملک و اقلیم میں محصور نہ ہوگی بلکہ اس کا دائرہ عمل سارے عالم کو اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہوگا۔ گویا اس کا وجود ہی اس لئے ہوگا کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو انہیں جنت کے دروازوں پر لا کھڑا کر دے اخرجت للناس میں اسی طرف اشارہ ہے۔

امت کے تین اوصاف

آیت بالا میں امت محمدیہؐ کو "خیر امت" قرار دے کر اس کے تین اوصاف بیان کئے ہیں۔

۱۔ یہ امت دنیا کی تمام قوموں کو دعوت و تبلیغ کے ذریعے ایمان کے دروازے پر لا کھڑا کرے گی۔

۲۔ برُے کاموں یعنی کفر و شرک، بدعات رسوم قبیحہ، فسق و فجور، ہر قسم کی بد اخلاقی اور نا معقول باتوں سے روکے گی،

۳۔ اللہ جل شانہٗ پر ایمان رکھتی ہے۔ شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ مرحوم نے حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ پر ایمان لانے میں، اس کی توحید پر، اس کے رسولوں پر اور کتابوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔

حضرت عمر رض کا ارشاد گرامی

ہے کہ جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس امت (خیر الامم) میں شامل ہو اسے چاہیئے کہ اس کی شرائط پوری کرے یعنی اپنے اندر، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کے اوصاف پیدا کرے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تک انسان ان خوبیوں سے مزین نہ ہو اور پہلے اپنے آپ کو نہ سنوارے وہ دوسروں کے لئے شمع ہدایت نہیں بن سکتا۔ اور نہ ہی ان کو درست کر سکتا ہے۔

اصلاحی جماعت کی ضرورت

ایک دوسری جگہ قرآن عزیز نے اصلاحی جماعت کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہیں ان کے فرائض کی نشاندہی ان الفاظ میں کی ہے:—

وَلتَکُن مِّنکُم اُمَّةٌ یَّدعُونَ اِلَی الخَیرِ وَ یَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَ یَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ ط وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ المُفلِحُونَ ○

اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برُے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تقویٰ، اتحاد و اتفاق، اسلامی اخوت اور دوسری عام خوبیوں کے بقاء و تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ حق پرستوں کی ایک جماعت اپنے قول و عمل سے فریضۂ دعوت و تبلیغ سرانجام دیتی رہے اور وہ جماعت ان ہی لوگوں کی ہو سکتی ہے جو حق و باطل میں تمیز کر سکیں اپنے عمل کی پاکیزگی و طہارت، زہد و ورع اور تقویٰ کی بدولت دوسروں کے لئے نشانِ راہ بن سکیں، احکام الٰہی سے باخبر ہوں اور حکمت و دانائی کی صلاحیتوں سے پوری طرح بہرہ ور ہوں تاکہ وہ دوسروں کو اپنے رنگ میں رنگ سکیں۔

جماعت کے تین فرائض

جو آیت بالا میں بیان فرمائے گئے ہیں:—

۱۔ دعوت الی الخیر:— (بھلائی اور نیکی کی دعوت)، تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دینا۔

۲۔ امر بالمعروف:— (نیکی کا حکم)، نیکیوں کو حکماً پھیلانا اور عوام و خواص کو نیکی کے راستے پر ڈالنا

۳۔ نہی عن المنکر:— (برائی سے روکنا)، ملک و ملت سے برائیوں، گناہوں اور خرابیوں کو حکماً بند کرنا

کارِ نبوّت

محترم حضرات!

امت محمدیہؐ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے وقت میں یہی فرائض سرانجام دیئے لیکن چونکہ رحمت دو عالم، خاتم الانبیاء جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہونے والا

نہیں تھا۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو ہی خیر امت قرار دے کر من حیث الجماعت یہ فرائض اس کے سپرد کر دیئے۔ اور اس طرح وہ کام یعنی فریضۂ تبلیغ جو گزشتہ انبیاء و رُسل انجام دیتے رہے حضور علیہ السلام کی امت کو تفویض کر دیا گیا۔ اب امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کارِ نبوت کو جاری رکھے۔ اگر امت مسلمہ میں سے کوئی شخص ان ذمہ داریوں سے عہدہ برا نہیں ہوتا اور وہ مذکورہ بالا اوصاف سے خالی ہے تو وہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق "خیر امت" کی فہرست سے خارج ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لئے ہر مردِ مومن پر یہ فرض عائد کر دیا ہے کہ وہ فریضۂ تبلیغ انجام دے اور "بلّغوا عنّی ولو آیۃ" کی عملی شرح نظر آئے۔ نیز علماء کے بارے میں "اَلعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الاَنبِیَاءِ" بھی اسی لئے ارشاد فرمایا کہ قیامت تک کارِ نبوت انہیں کے دم قدم سے جاری رہے گا۔

بزرگانِ محترم!

اب کارِ نبوت چونکہ امت مسلمہ ہی کو انجام دینا ہے اور دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت کا فرض بھی اس کے ہر فرد پر عائد ہوتا ہے اس لئے ہر مردِ مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو کتاب و سنت کے رنگ میں ڈھالے۔ اور جب تبلیغی میدان میں قدم رکھے تو وعظ و نصیحت کہنے میں بھی احکام الٰہی اور فرامین نبوی کی متابعت کرے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے سرمو انحراف نہ کرے اور آپ ہی کے اندازِ تبلیغ پر ثابت قدمی سے چلے۔ یہی اندازِ تبلیغ عند اللہ بھی مقبول ہوگا اور اس سے عوام الناس استفادہ کر کے ہدایت کے موتیوں سے اپنی جھولیاں بھر سکیں گے

وعظ و نصیحت کہنے کا طریق کتاب اللہ کی روشنی میں

قولہ تعالیٰ :- اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْہُمْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ (پ ۱۴ رکوع ۲۱ آیت ۱۲۵)

ترجمہ! اپنے رب کے راستہ کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بُلا۔ اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث و گفتگو کر۔

حاصل

آیت بالا میں تین احکام دیئے گئے ہیں —

۱۔ اصلی باتیں اپنے قول اور برتاؤ کے ذریعہ لوگوں کے سامنے رکھ دو۔

۲۔ وعظ و نصیحت بے غرضی کے ساتھ کرو

۳۔ مناسب وقت اچھی سے اچھی بات کہہ کر لوگوں کو قائل کرو۔

مقصد یہ ہے کہ اللہ کے دین کو دانائی کی باتوں، مفید وعظ و نصیحت اور عالمانہ بحث و مباحثہ کے ذریعہ جو جوش اور دلخراش باتوں سے پاک ہو۔ لوگوں کے سامنے پیش کرو۔

نرمی اور آہستگی سے بات کرنا ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے

قرآن عزیز میں حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون سے گفتگو میں نرمی اور آہستگی سے گفتگو کرنے کی ہدایت ان الفاظ میں ہوئی :-

فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی —

ترجمہ! سو اس سے نرمی سے بات کرو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے

حاصل

یہ نکلا کہ اگر کسی کو ہدایت پر لانا مقصود ہو۔ تو اس سے سختی سے بات نہ کرنی چاہیئے بلکہ نہایت حلم اور محبت سے سلجھے ہوئے انداز میں اُسے دعوتِ حق دینی چاہیئے۔

دعوتِ حق دیتے وقت شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیئے

قولہ تعالیٰ :-

وَلَا تُجَادِلُوْا اَہْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ (سورہ عنکبوت)

ترجمہ! اور اہل کتاب سے نہ جھگڑو مگر عمدہ طریقہ سے۔

مقصد

یہ ہے کہ اہل کتاب جب دینی امور سمجھنے کی کوشش کریں یا اُن سے گفتگو کی نوبت آئے تو انہیں شائستگی کے ساتھ سلجھے ہوئے الفاظ میں سمجھائیں اور درشت روئی ہرگز اختیار نہ کریں —

نرم خوئی اور خوش اخلاقی دلوں کو مسخر کر لیتی ہے

قرآن عزیز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوتا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللہِ لِنْتَ لَہُمْ ج وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ (پ ۴ - ۱۵۹)

(اے پیغمبر) یہ اللہ کی بڑی ہی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے بڑے ہی نرم دل واقع ہوئے۔ اگر تم تندخو اور سخت مزاج ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ (اُن کے دل تمہاری طرف اس طرح نہ کھنچتے جس طرح اب بے اختیار کھنچ رہے ہیں)

نتیجہ

یہ نکلا کہ نرم دلی اور خوش اخلاقی لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتی ہے اور وہ بے اختیار کھنچے چلے آتے ہیں، اس کے برعکس تندخوئی اور سخت مزاجی اپنوں، کو بھی دور کر دیتی ہے

معافی و درگزر کو عادت بناؤ

ارشاد باری ہے :-

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ ○

معافی و درگزر کو عادت بناؤ نیک کام کرو نیکی کی ہدایت کرتے رہو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

رحمت دو عالم کا ارشاد گرامی

مسند کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے" یہ سن کر حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کس کے لئے ہے؟ "حضور نے فرمایا" ان کے لئے جو نرم کلام ہیں، دوسروں کو کھلاتے ہیں اور جب لوگ سوتے ہیں تو یہ نمازیں پڑھتے ہیں"

لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے حسن خلق ضروری ہے

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ کَانَ اٰخِرُ مَا وَصَّانِیْ بِہٖ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ وَضَعْتُ رِجْلِیْ فِی الْغَرْزِ اَنْ قَالَ یَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَکَ لِلنَّاسِ (رواہ مالک)

معاذ رض کہتے ہیں کہ جب میں یمن کو جانے

فریضۂ زکوٰۃ

محمد شفیع عمر الدین ٹھٹھہ

ابر برناید پئے منع زکوٰۃ
وز زنا افتد وبا اندر جہات

یعنی زکوٰۃ دینی چھوڑ دی جائے تو بارش نہیں ہوتی۔ اور زناکاری سے ملک میں امراض پھیلتے ہیں ــــ

ایک رکن

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے زکوٰۃ دینا بھی ایک رکن ہے

کامیاب مومن

ان کے اوصافِ حمیدہ میں سے ایک وصف یہ ہے ــــ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ٥

(المومنون آیت ۴)

ترجمہ! اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں

زکوٰۃ نہ دینا مشرکین کی بدخصلت ہے

وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ ٥

(حٰمٓ السجدہ آیت ۷)

ترجمہ! اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ منافقوں کی روش سے بچیں۔ اور فریضۂ زکوٰۃ ادا کرنے میں ہرگز سستی نہ دکھائیں۔ اور ہلاکت اور بربادی سے بچ جائیں

دین محکم کا ایک اصول زکوٰۃ کا دینا ہے

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ٥ (البینۃ آیت ۵)

ترجمہ! اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں ایک رُخ ہو کر۔ خالص اسی کی اطاعت کی نیت سے۔ اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں۔ اور یہی محکم دین ہے (ف) "یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسند ہیں" (موضح القرآن)

یہود کی اکثریت کا زکوٰۃ دینے سے انکار کرنا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

زکوٰۃ نہ دینے کا وبال
حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے؟

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ٥ (البقرہ آیت ۸۳)

ترجمہ! اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا۔ اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔ اور نماز قائم کرنا۔ اور زکوٰۃ دینا پھر سوائے چند آدمیوں کے تم سب منہ موڑ کر پھر گئے۔

یعنی

بنی اسرائیل کو احکام دیئے گئے ان کا ذکر فرمایا۔ اس میں ایک زکوٰۃ دینے کا بھی حکم ہے اسی طرح زکوٰۃ دینا اور دوسرے سب حکم جو یہاں مذکور ہیں۔ مسلمانوں کو بھی ملے ہیں انہیں چاہیئے کہ زکوٰۃ بھی دیتے رہیں اور دوسرے احکام کی بھی بجا آوری کریں۔ یہود کا شیوہ اختیار نہ کریں۔ وہ احکام سنتے مگر ان کی خلاف ورزی کرتے اور

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا (بقرہ آیت ۹۳)

ترجمہ! انہوں نے کہا ہم نے سن لیا۔ اور مانیں گے نہیں۔ اللھم لاتجعلنا منھم

ایک مومن کا نصب العین بالکل ان کے برعکس ہونا چاہیئے۔ انہیں احکام سنکر ان پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

ترجمہ! اور مومن، کہتے ہیں ہم نے سُنا اور مان لیا۔ (اللھم اجعلنا منھم)

اللہ تعالےٰ کی رحمت جن کے لئے ہے ان کا ایک وصف زکوٰۃ ادا کرنا بھی ہے

۱۔ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ط فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ٥

(الاعراف آیت ۱۵۶)

ترجمہ! اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

۲۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥

ترجمہ! اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

"یعنی"

خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو۔ تو تم بھی ان ہی مقبول بندوں کی روش اختیار کرو۔ وہ روش یہی ہے۔ نمازیں قائم کرنا زکوٰۃ دیتے رہنا۔ اور تمام شعب زندگی میں رسولؐ کے احکام پر چلنا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُتَابَعَةَ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنَا عَلَیْهِ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ ٥ آمین

حضرت مولانا عثمانی رح

مسلمان حکمران کا ایک یہ فرض بھی ہے کہ خود بھی زکوٰۃ دیتا رہے اور رعایا اور ماتحتوں کو بھی دینے پر مجبور کرے

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ٥

(الحج۔ آیت ۴۱)

ترجمہ:۔ وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور نیک کام کا حکم کریں اور بُرے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی قسم میں اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز نفس کا حق ہے) خدا کی قسم اگر مجھ کو بکری کا بچہ دینے سے منع کریں گے۔ جس کو وہ رسول اللہ کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں ان کے انکار کرنے پر ان سے لڑوں گا

زکوٰۃ دینا موجب برکت ہے اور قیامت کے دن اس کا بدلہ کئی گنے زیادہ ملنے والا ہے

۱۔ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ٥

ترجمہ! اور جو سُود پر تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے۔ سو اللہ کے ہاں وہ نہیں بڑھتا۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہو جس سے اللہ کی رضا چاہتے ہو۔ سو یہ وہی لوگ ہیں جن کے دو گنے ہوئے۔

۲۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ط وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (المزمل آیت ۲۰)

ترجمہ! اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو۔ اور جو کچھ نیکی آگے بھیجو گے تو اس کو اللہ کے ہاں بہتر اور بڑے اجر کی چیز پاؤ گے۔

بدنی عبادت (نماز) کیساتھ مالی عبادت زکوٰۃ میں کوتاہی ہرگز نہ کرو ــــ

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ط ھُوَ مَوْلٰکُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ (حج آیت ۷۸)

ترجمہ! پس نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو۔ وہی تمہارا مولیٰ ہے۔ پھر کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

مسلم خواتین کو اہل بیت کی حیاتِ طیبہ کو اپنا نصب العین بنانا چاہیئے اس نصب العین کا ایک گوہر زکوٰۃ دینا بھی ہے ــــ

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط (الاحزاب آیت ۳۳)

ترجمہ! اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور گزشتہ زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو۔ اور نماز پڑھو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

یعنی

۱۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے گھروں میں میں قرار سے رہیں جس طرح اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ بناؤ سنگار کر کے اپنے بدن اور لباس کا مظاہرہ کرتی تھیں اس طرح مسلمان عورتیں نہ کریں جاہلیت کے ایام کی یاد تازہ جو عورتیں آج کل کر رہی ہیں یہ مسلمان شرفاء خواتین کے ہرگز شایان شان نہیں ہے۔ عند الضرورت اگر انہیں گھر سے باہر نکلنا پڑے تو شرعی پردہ کا نہایت اہتمام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام جاہلیت کی رسوم کو مٹانا چاہتا ہے

۲۔ انہیں چاہیئے کہ نماز کی پابند رہیں۔

۳۔ اگر نصاب جتنا مال ہو تو اس کی باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتی رہیں۔

۴۔ سب باتوں میں اللہ تعالیٰ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مانیں۔ ہر کام قرآن کریم اور حدیث کے مطابق کریں ان کی انحرافی سے بچیں۔

حضرات سیدنا ومرشدنا امام ربانی قدس اللہ سرہٗ نے عورتوں کو اپنے ایک مکتوب شریف میں بڑی عمدہ نصیحتیں دی ہیں۔ وہ یہاں بیان کی جاتی ہیں:۔

(۱) اول اپنے عقیدوں کو حضرات اہلسنت وجماعت کے مطابق ٹھیک کریں یہی فرقہ نجات پانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔

(۲) اپنے عقیدوں کو درست کرنے کے بعد فقہ کے احکام پر عمل کریں۔ جن باتوں کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ انہیں بجالانے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ــــ

اور جن باتوں کی شریعت میں ممانعت ہے ان سے بچیں۔

(۳) پنجگانہ نماز بغیر سستی اور بلا کسی نقص کے سب شرائط کا خیال رکھتے ہوئے سب ارکان پوری طرح بجالاکر پڑھتی رہیں۔

۴۔ جب بقدر نصاب مال پاس ہو تو زکوٰۃ ادا کئے بغیر چارہ نہیں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عورتوں کے زیوروں کی زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا ہے

۵۔ اپنا وقت لہو ولعب میں نہ گنوائیں اور عمر عزیز کو فضول باتوں میں ضائع نہ کرنا چاہیئے لہٰذا شرع میں منع کی باتوں اور حرام کاموں کا تو ذکر ہی چھوڑیئے ان سے بچنا فرض عین ہے

۶۔ راگ وگانا نہ سنیں۔ ان کی لذتوں پر فریفتہ نہ ہوں۔ یہ وہ زہر ہے جیسے شہد کی مٹھاس دی گئی ہے اور وہ زہر ہے جس میں شکر ملی ہوئی ہو (یعنی ظاہر میں مٹھاس ہے مگر نتیجہ ہلاکت ہے)

۷۔ لوگوں کی غیبت اور عیب جوئی سے بچیں۔ ان دو برائیوں کے بارے میں شرعی وعیدیں وارد ہیں۔

۸۔ جھوٹ بولنے اور بہتان باندھنے سے بھی بچنا ضروری ہے۔ یہ دو برائیاں سب دینوں میں حرام ہیں۔ اور ان دونوں کے بارے میں وعیدیں موجود ہیں۔

(۹) لوگوں کے عیبوں سے چشم پوشی کرنا اور ان کے گناہوں کو چھپانا، ان کی خطاؤں سے درگزر کرنا، اور انہیں معاف کر دینا بلند حوصلگی کے کاموں میں سے ہیں

۱۰۔ خادموں اور ماتحتوں پر شفقت اور مہربانی کرنی چاہیئے ان کی خطاؤں پر ان کی گرفت نہ کرنی چاہیئے۔

اور با وجہ یا بے وجہ ان مسکینوں کو مارنا یا گالیاں دینا یا کسی قسم کی تکلیف پہنچانا مناسب نہیں۔ بلکہ اپنے گناہوں کی طرف دیکھنا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کئے جا رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ جلدی نہیں پکڑتا۔ اور روزی بند نہیں کرتا۔

۱۱۔ عقائد درست کرنے کے بعد اور فقہ کے احکام کی بجا آوری کے بعد اپنا وقت یادِ الٰہی میں صرف کریں۔ اور جس طرح اللہ اللہ کرنا سیکھا ہو اسی طرح کرنا چاہیئے۔ جو چیز ذکر میں رخنہ انداز ہو۔ اس کو اپنا دشمن سمجھ کر اس سے بچیں۔

۱۲۔ جس قدر شریعت کی پابندی کی جائے اسی قدر ذکر وفکر کی طرف دل زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔ اور شریعت کے احکام کے بارے میں سستی کی جائے گی تو ذکر وفکر کی حلاوت اور لذت برباد ہو جائے گی۔

(از مکتوب نمبر ۴۱۔ دفتر سوم)

تمام اصول میں نبی آخر الزمانؐ کی پیروی کرو۔ نماز با جماعت بھی پڑھو۔ اور زکوٰۃ بھی دیتے رہو۔

۱۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ (البقرہ آیت ۴۳)

ترجمہ! اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

۲۔ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (المجادلہ آیت ۱۳)

ترجمہ۔ تو (بس) نماز ادا کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

حضرت سیدنا اسماعیلؑ کے اوصاف حمیدہ میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم کرنا بھی تھا۔

وَکَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا ۝ (مریم آیت ۵۵)

ترجمہ۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا۔ اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔

لہٰذا اللہ کی رضامندی کے طالب کو چاہیئے کہ نماز ادا

غازی خدابخش کیپٹے

دوسری قسط ۸ر نومبر کے بعد

ہمارے مذہبی سیاسی رہنما

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

سرحد بخارا میں داخلہ

یہ وہ بابرکت علاقہ ہے - جہاں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ ہوئے ہیں - آپؒ کی کنیت ابو عبداللہ اور اسم گرامی محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ہے ۱۹۴ھ میں آپ پیدا ہوئے بخارا ہی میں دس برس کی عمر میں حدیث کو یاد کرنا شروع کیا سولہ برس کی عمر تک عبداللہ بن مبارک اور وکیع کی تصنیفات کو یاد کرلیا آپ نے تلاش حدیث میں بڑے بڑے سفر کئے اور بالآخر علم حدیث میں امام المحدثین کا لقب حاصل کیا آپ اُستاد المحدثین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں علم حدیث میں آپ کی کتاب صحیح بخاری باتفاق علماء امت قرآن مجید کے بعد دنیا کی صحیح ترین کتاب ہے امام صاحب نے اس کتاب میں سات ہزار ۲ سو پچھتر حدیثیں جمع کی ہیں اور اگر مکرر حدیث کو شمار نہ کیا جائے تو کل چار ہزار حدیث ہے آپ نے اس کتاب کو چھ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا تھا اس کتاب کی تالیف روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور روضہ اقدس کے درمیان کی گئی اس کی تالیف سولہ سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی آپ ایک حدیث کو جہاں ظاہری شرائط پر پورا کرتے تھے وہاں بعد از استخارہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دریافت فرما لیتے کہ آیا واقعی یہ روایت درست ہے امام صاحب کی یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے اس قدر مقبول ہوئی کہ خود امام بخاریؒ سے ستر ہزار آدمیوں نے اس کتاب کو پڑھا اور اس زمانہ سے اس وقت تک اس کی شہرت اور قبولیت میں کوئی فرق نہیں آیا امام صاحب نے ۲۵۶ھ میں سمرقند میں وفات پائی

مزار شریف کی سرحد سے نکلے تو دریائے آمو کو عبور کرنا پڑا کشتیوں میں سوار ہوئے جب کشتیاں منجدھار میں پھنسیں تو بعض راولپنڈی کے من چلے شاہ بری لطیف کو پکارنے لگے - انہیں سمجھایا کہ ایسے وقت میں صرف اللہ کو یاد کیا کرتے ہیں - غرضیکہ کافی کاوش سے عبور کیا اور ترمذ یعنی پتا کیسر شہر میں داخل ہوئے -

بخارے کے علاقے کی دیہاتی آبادی ابھی بالشویکوں کے خلاف تھی - شہروں پر ... بالشویک قبضہ تھا امیر بخارا کابل کو فرار ہو چکا تھا - بالشویکوں نے پروپاگنڈا کیا کہ انگریز کے خلاف ہندوستان کے لوگ ہماری مدد کے لئے آ پہنچے ہیں - چنانچہ پریڈ کرتے ہوئے ترمذ یا پتا کیسر شہر کے بازاروں میں جلوس نکالا گیا اور کہا گیا جب تک کوئی جنگی بیڑا نہ آئے تم یہیں انتظار کرو - لیکن ایک ماہ کے انتظار کے بعد ہم نے ان سے کہا کہ اب ہمیں آگے جانے دیجئے ہمیں ترکمان آبادی کا کوئی خطرہ نہیں کیونکہ ہم ترکی جا رہے ہیں - جب ہم نے ایک نہ سنی تو بالشویک حکومت نے دو بیڑوں میں ہمیں راشن بیس بیس سیر کی روٹیاں دعلیپ ، اور دُنبے دے کر سوار کر دیا -

ابھی جگہ کابل سے مہاجرین کا دوسرا قافلہ اکبر جان پشاوری کی قیادت میں آ پہنچا ، جن میں بعض لاہور کے احباب بھی تھے جن سے معلوم ہوا کہ لاہور سے ہماری روانگی کے دو دن بعد برادر معظم کی اہلیہ وفات پا گئیں - دریائے آمو میں تین دن چلتے رہے کہ ایک شام کنارے سے چند آوازیں آئیں - ملاحوں کے ذریعے معلوم ہوا - کہ ترکمان کہہ رہے ہیں کہ کشتیاں کنارے سے لگا دو - پہلے تو پرواہ نہ کی آخر جب گولی چلا دینے کی دھمکی دی گئی تو کشتیاں کنارے سے لگا دی گئیں تو ترکمان ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے کشتیوں سے نکال کر ہماری تلاشی لی گئی جب دیکھا کہ ہمارے پاس جنگی سامان نہیں ہے تو ہمیں جانوروں کی طرح چلانا شروع کر دیا - ہماری سامان جس کے ہتھے چڑھا وہ لے گیا - ہر ایک نے اپنا اپنا معمولی سامان اٹھالیا شام کو ایک سرائے مرزا بیگ سے گدھے وغیرہ نکالے اور ہمیں داخل کر دیا سرائے ایک معمولی چار دیواری تھی جس کے اندر کی طرف چھپر لگے ہوئے تھے ایک دوسرے کی زبان کو سمجھتے نہ تھے - روسی روبل سکے پر کافی مہنگی روٹی ہمیں دیتے تھے -

سات دن کے بعد سرفراز عثمانی ترک کے ذریعے معلوم ہوا کہ ترکمان لیڈروں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان ہندی مہاجرین کو سرائے سے باہر نکال کر ان کا سامان بانٹ لیا جائے اور انہیں گولی سے اُڑا دیا جائے کیونکہ یہ بالشویکوں کے آدمی ہیں - جب ہم نے کلمے اور نماز سے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا تو ایک ترکمان کلاں تر نے سمجھا بجھا کر ہمیں موت کے پنجے بفضل ایزدی بچا لیا ورنہ جب جان کا خطرہ دیکھا تو وضو تیمم کر کے سب نے ایک دوسرے سے اپنا اپنا گناہ معاف کرا لیا - پنجگانہ نماز سے کوئی غیر حاضر نہ ہوتا حالانکہ اس مصیبت سے پہلے کئی ایک نے نماز بالکل ترک کر رکھی تھی - فدا علی پشاور کا رہنے والا گورا چٹا رنگ تھا اور بدقسمتی سے انگریزی میں کلائی پر نام کھدا ہوا تھا - آنکھیں بھی کرنجی تھیں - بس اس پر تو بالکل بالشویک کا شبہ کر کے گولی مارنے لگے لیکن جب اس کا ختنہ دکھایا گیا تو وہ بچ گیا -

آخر دو ہفتہ کے بعد ہماری گنتی کی گئی اور ہمارا سامان باندھ کر سرائے سے باہر نکال دیا گیا کہ آگے چند میل پر بڑے کلاں تر فیصلہ کریں گے کہ کیا کرنا چاہئے - دو دن چلا کر کرخی شہر کے قریب ہمیں روک لیا گیا - ہماری قسمت کا پھر فیصلہ ہونے لگا ایک پارٹی کہتی کہ انہیں ختم کر دیا جائے - دوسری پارٹی کہتی تھی کہ ابھی اور انتظار کیا جائے اور شاہِ کابل سے ان کے متعلق دریافت کیا جائے - چنانچہ یہاں ہمیں دو دو چار چار میں تقسیم کر دیا گیا اور اکثریت نے فیصلہ کیا کہ ابھی انہیں ہلاک نہ کیا جائے - مختلف کلاں تر ہمیں اپنے ڈیرے پر لے گئے - خدا کی قدرت جس کلاں تر کے حصے میں ہم دونو بھائی آئے وہ فارسی میں کہتا تھا در ما چہاردہ سال در بخارا تعلیم حدیث یافتم ، عربی کلاں تر اور تھا - وہ سر درد سے بے چین تھا - برادر معظم نے جو چند قرآنی سورتیں پڑھ کر دم کیا تو وہ چنگا بھلا ہو گیا - ہم نے بھی جب سورہ یٰسین اور طویل سورتیں انفال وغیرہ سنائیں تو انہیں ہمارے مسلمان ہونے کا یقین ہو گیا - پھر تو چار آدمیوں کا کھانا ہم دو کو دیتے اور نمازیں بھی امام بناتے لیکن اس قید کی میعاد کا کچھ

پتہ نہ تھا، اس لئے اس زندگی سے تنگ آکر ایک دن چیخ نکل گئی فارسی زبان میں ہم سے پوچھا گیا کہ اپنے چند ساتھیوں کو ہم دوسری سرائے دیکھنا چاہتے ہو۔ ہم نے کہا ہاں ضرور چنانچہ ہمیں دو سپاہی قریب کی ایک دوسری سرائے میں لے گئے تو وہاں چند لاہوری احباب قید تھے لیکن بہت بُری حالت میں ان کے بعد جو ایک اور سرائے میں لے گئے تو وہاں بھی لاہور کے عبدالعزیز پہلوان، محمد عظیم، معراجدین اور غلام نبی قید تھے، معراج دین کی حالت خراب تھی وجہ پوچھی تو معلوم ہُوا کہ یہ رات کو پیشاب کے لئے اٹھا تو سمجھنے لگے کہ یہ بھاگنے لگا ہے۔ چنانچہ درخت سے اُلٹا لٹکا دیا گیا۔ آخر دوسرے دن کسی راہ گیر نے رسّہ کاٹا اور اس کی جان بچی، اسی طرح احمد علی ملبہ ماسٹر مرحوم، ملک محمد حسین، فیروز منصور محمد شریف اور ملک فضل الٰہی قربان بھی ترکمان مظالم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔

بالشویک قریب ہی شہر سے رات کو برج لائٹ کے گولے پھینکتے تھے اور دن کو ہماری تلاش میں پھرتے تھے۔ پندرہ دن کے بعد دیکھا کہ ہماری سرائے سے ترکمان نکل رہے ہیں۔ باہر دیکھا تو ترکمان گروہ درگروہ مزار شریف کی راہ لے رہے ہیں ہم نے پوچھا کہاں جا رہے ہو فارسی میں جواب دیا "شما آزاد ہستید" حیران کہ اب کدھر جائیں ایک طرف ترکمانوں کا جم غفیر اور ایک طرف روسی فوجیں کہیں درمیان میں کچلے نہ جائیں، باہر نکل کر بیس کے قریب مہاجر جمع ہو گئے نوجوان شوکت عثمانی رہنمائی کرنے لگے، اور ایک گروہ کو حرکت میں دیکھا۔ آہستہ آہستہ جب قریب آئے تو معلوم ہُوا کہ یہ مہاجر ہماری تلاش میں نکلے ہوئے ہیں۔ کوئی ساٹھ کے قریب کرخی شہر کے قریب مورچہ بند ہیں۔ رات وہیں کاٹی، کسی وقت روسی گولہ قریب ہی آ پھٹتا۔

صبح کو جو خوراک کی تلاش میں نکلے۔ تو ایک جگہ جائے کے دو تاجر پناہ گزین تھے انہوں نے کہا، جائے کو نہ چھیڑو۔ ہم تمہارے مرزا بیگ کی سرائے سے چھنے ہوئے سامان کا پتہ دیتے ہیں۔ ایک سرائے میں دیکھا کہ وہ سارا ایک جگہ ڈھیر کر گئے۔ نئے نئے... کپڑے نکال کر لے گئے ہیں۔ لیکن جن دوستوں نے ٹرنک میں بند کر کے سامان رکھا ہُوا تھا وہ اسی طرح مل گیا۔

چنانچہ آج کل لاہور کے کسٹوڈین جسٹس اے آر چنگیز ہیں ان کی نقدی تک انہیں اپنے ٹرنک سے مل گئی۔

اب آبادی گاؤں خالی کر کے چلی گئی تھی۔ کوئی اکا دکا ترکمان جو ملتا تو وہ ہم سے ڈرتا ہم اس سے ڈرتے۔ آخر کرخی شہر کے قلعہ کا رستہ معلوم کر کے تھوڑی دور گئے تو خار دار تار کی چار دیواری نظر پڑی بالشویک آ گئے اور ہم سے دریافت کیا کہ تم ہندوستانی نمائندے ہو ہم نے کہا، ہم وہی ہیں۔ پھر سب کو داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور کہا کہ یہاں انتظار کرو، کوئی جنگی بیڑا آئے گا تو تمہیں لے جائے گا۔ ہم ان کی بات مان گئے اور وہیں انتظار کرنے لگے اب وہی ترکمان کلاں ترجن کی قید میں ہم رہے تھے۔ وہی گرفتار ہو کر آتے اور ہمارے سامنے پیش کئے جاتے جنہوں نے زیادہ ظلم کیا ہُوا تھا وہ پٹتے اور مار کھاتے۔ ہمارے صرف دو آدمی شہید ہوئے باقی سب جمع ہو گئے البتہ چند ایک واپس کابل کو چلے گئے۔

بالشویک ہم سے پہرہ دینے کو کہتے اور گولی چلانے پر بھی مجبور کرتے لیکن ہم میں سے بعض اس امر کے لئے تیار نہ ہوئے کیونکہ ترکمان جاہل سہی لیکن پھر بھی کلمہ گو تو تھے اس لئے ہم پہرہ وغیرہ نہ دیتے اور نہ فائر کرتے ایک ماہ مزید انتظار کے بعد ایک جہاز نما بیڑا ہمارے لئے آیا اس پر دو رویہ مشین گنیں نصب تھیں بطریق سابق ہمیں راشن دیا گیا اور کرخی شہر سے سوار کر دیا گیا اب ترکمان اس بیڑے کے قریب آنے کی جرأت نہ کرتے۔ ویران گاؤں دکھائی دیتے۔ علاقہ نہایت زرخیز ہے۔ لہلہاتے کھیت سرسبز و شاداب کھڑے ہیں۔ بعض جگہ شیریں اور وزنی سردے اور تربوز کثرت سے ہیں۔ مکی اور باجرے کے پودے قد آدم سے زیادہ بلند ہیں۔ سیب اور خوبانی کے باغات بھی گھنے ہیں قدرت کی فیاضی عیاں ہے اللہ تعالٰے نے جب تک کسی قوم کو زندہ رکھنا ہے اس کی زندگی کا سامان خوب کیا ہے۔

دریائے آمو کے کنارے سے دور ریلوے برانچ لائن جا رہی ہے۔ لیکن ترکمانوں نے جگہ جگہ پٹڑی اکھاڑ دی ہے۔ انہی دیہات میں ہمارے مہاجر ساتھیوں کو بند کر کے ترکمان بھاگ گئے چنانچہ روسیوں نے تالے توڑ کر انہیں نکالا تھا۔ بعض کو شکنجے میں جکڑ گئے خوراک نہ ملنے کی وجہ سے انہیں سسکتے اور جان بلب پایا گیا۔ دو روز کے سفر کے بعد ایک ایسا مقام آیا جس کا نام چارجو تھا یہ جنکشن سٹیشن تھا یہاں ہمیں اتار دیا گیا۔ ماسکو، تاشقند، سمرقند اور بخارے سے ریل گاڑی آ رہی ہے اور ایران کے شمال میں مرو، عشق آباد سے ہوتی ہوئی بحیرہ خزر (Caspian Sea) کے کنارے کرسنا داسک آخری سٹیشن پر جا ٹھہرتی ہے

اختلاف آراء

چارجو سٹیشن پر ہم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ کی رائے تھی کہ یہاں سے ہم ماسکو کی طرف جائیں اور انگریزوں کے خلاف بالشویکوں کے ساتھ مل جائیں دوسرا گروہ اپنی کابل والی رائے پر قائم رہا کہ ترکیہ پہنچ کر مصطفٰے کمال پاشا کی فوج میں داخل ہو کر یونانیوں کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ ہری پور ہزارہ کے اکبر خاں درشی کے گوہر رحمٰن، نوشہرہ کے میاں اکبر شاہ، غلام محمد اور فدا علی پشاوری وغیرہ تاشقند اور ماسکو جانے والی گاڑی میں بیٹھ گئے باقی نصف کے قریب جن میں زیادہ تر لاہوری مہاجر تھے۔ عبدالمجید، حاجی معراجدین، تاجدین بشیر احمد عبدالعزیز محمد عظیم محمد حسین محمد شریف تاج دین سنہرا لی ٹارث امرت سری، مولوی سردار محمد ماسٹر علم دین ماسٹر احمد علی مرحوم چھتہ بازار لاہور غلام نبی معراجدین برادر معظم حاجی نور احمد فضل الٰہی قربان محمد شریف تاجر خلیفہ شہاب الدین وغیرہ کو وہی بیس بیس سیر والی روٹی (غلیپ)، اور خشک خوبانی کا راشن دیا گیا اور بحیرہ خزر کی طرف جانے والی گاڑی میں سوار کر دیا گیا تاکہ کیسپین سی کے پار کوہ قاف کے دامن میں باکو (باد کوبہ)، سے ہوتے ہوئے گرجستان اور آرمینیا کی راہ ترکی کے پایۂ تخت انگورہ (انقرہ)، پہنچ کر ترکوں کی مدد کریں یہ گروہ موجودہ جسٹس اے آر چنگیز کی سرکردگی میں روانہ ہو گیا ریل گاڑی باکو شہر کے تیل سے چلتی تھی۔ لہٰذا رفتار آہستہ تھی قریبًا ایک ہفتہ چلتی رہی راستے میں راشن ختم ہو گیا، غلیپ روٹی کے جلے ہوئے چھلکے جو کونے میں پھینکے ہوئے تھے وہ چبا چبا کر گزارہ کیا اور ایران کے شمال کا سفر طے کیا خدا خدا کر کے بحیرہ خزر آیا ہمارے لئے جہاز کھڑا تھا۔ وہی راشن پھر ملا اور جہاز میں بیٹھ گئے۔

زمین والوں پر رحم کیا تو آسمان والے نے فضل کیا

جہاز کنارے سے چند میل دور گیا کنارہ نظر سے اوجھل ہو گیا۔ سمندر میں باد و باراں کا طوفان آ گیا۔ ہم تو زیریں منزل میں آ گئے آرمینیوں کا ایک بہت بڑا کنبہ بالائی منزل پر رہ گیا، چھوٹے چھوٹے بچے عورتیں اور بوڑھے چیخیں اور چلائیں۔ دسمبر کی سردی شروع ہو گئی تن پر پورے کپڑے نہیں، جہاز ڈانواں ڈول جا رہا تھا۔ آخر جہاز کے کپتان نے وائرلیس کے ذریعے باکو میں پیغام بھیجا کہ طوفان زبردست ہے

[illegible] ۱۸

ہمارے نظام تعلیم میں دینی تعلیم کا مقام

یہ مقالہ ۲۹ر اپریل ۶۳ء کو پشاور یونیورسٹی میں منعقدہ علاقائی مؤتمر علوم اسلامیہ کے لئے لکھا گیا!

حضرت مولانا زاہد الحسینی ــــ کیمل پور

(۲)

نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن شروانی سابق صدر الصدور حیدر آباد اپنے قلم سے تحریر فرماتے ہیں۔ "میں نے جس فضا میں آنکھ کھولی وہ للہ الحمد علمی دینی ادبی تھی۔ مولوی عبدالغفور جان صاحب نقش بندی مجاددی کا گھر بھر مرید تھا۔ ذکر کے حلقے سے اندر باہر برابر ہوگئے۔ ہمارا گھر فضول رسوم سے پاک صاف تھا۔ یہ تھی وہ فضا جس میں میں نے آنکھ کھولی جو آج تک للہ الحمد آنکھوں کے سامنے ہے اور جس کے سامنے کوئی دوسری فضا فروغ نہیں پاسکتی۔"

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ العزیز کا ارشاد گرامی ہے

"میں بچہ تھا کہ فارسی ختم ہوکر میزان منشعب شروع تھی قرآن پاک کے بعد مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تقویت الایمان میرے ہاتھ میں دین کی پہلی کتاب دی گئی یہ پہلی کتاب تھی جس نے مجھے دین حق کی باتیں سکھائیں۔ اور ایسی سکھائیں کہ اثنائے تعلیم و مطالعہ میں بیسوں آندھیاں آئیں کتنی دفعہ خیالات کے طوفان اُٹھے۔ مگر اس وقت جو باتیں جڑ پکڑ چکی تھیں ان میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے نہ ہل سکی۔ علم کلام کے مسائل شاعرہ و تعزلہ کے نزاعات غزالی و رازی و ابن راشد کے دلائل یکے بعد دیگرے نگاہوں سے گزرے مگر اسماعیل شہیدؒ کی تلقین بہرحال اپنی جگہ پر قائم رہی"

نفس تعلیم اور اس کے حاصل کرنے میں مسلمان دوسری قوموں کے ساتھ شریک عمل ہے اور یہ کوئی وجہ امتیاز نہیں ہوسکتی۔ ایک مسلمان کے لئے تعلیم اس وقت مفید نتائج پیدا کرسکتی ہے جب اس کو اپنے علمی ذوق اور تجسس کے ساتھ اپنی وجود ملی کا پورا پورا احساس ہو۔ اگر اسے اپنے وجودِ ملی کا احساس نہ ہو تو وہ تعلیم کے ذریعے صرف تن پروری مصنوعی عزت اور وقار حاصل کرنے کے لئے بھی لا حاصل کرے تو اس کی تعلیم اور ایک صناع کے کسب میں کوئی فرق نہیں ہوسکتا مسلمان قوم کا ارتقار اور اس کا اعزاز ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ کے حسین امتزاج میں ہے۔ غیر مسلم اقوام اگر علوم کائنات سے ترقی کرتی ہوں تو بے شک کریں مگر مسلمان کی ترقی جو صحیح ترقی ہے دینی تعلیم کے بغیر ناممکن ہے۔ اقبال مرحوم نے اس حقیقت کو اپنے کلام میں یوں فرمایا ہے ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولؐ ہاشمی

برصغیر کے حکمران سلاطین اسلام نے اپنے جاہ و جلال اور سطوت سلطانی، سیاست اور تدبر ملکی کے باوجود علوم دینیہ سے پورا پورا تعلق رکھا جیسا کہ

(الف) سلاطین علوم دینیہ کے گہرے مسائل میں بحث و مباحثہ کے فیصل ہُوا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم کی تفسیر کشاف میں ذکر شدہ ایک مسئلہ میں سید جرجانی اور سعدالدین تفتازانی کے درمیان مباحثہ ہُوا اس مباحثہ کا ثالث حذر سلطان تیمور تھا اس نے سید جرجانی کی رائے کو بہتر سمجھا۔

(ب) سلطان اورنگ زیب فتاوی عالمگیری کی تدوین .... اور ترتیب میں خود شریک رہا۔ سلطان پورے قرآن حکیم کا حافظ ہونے کے علاوہ اربعین حدیث کا مرتب اور اس کا شارح تھا۔

(ج) محمد بن تغلق قرآن کریم کا حافظ اور ہدایہ کے متن کا حافظ تھا۔ اور وہ بیعت لیتے وقت قرآن مجید اور حدیث کی کتاب مشارق الانوار پاس رکھا کرتا تھا۔

(د) سکندر لودھی نے تخت نشینی کی تقریب پر شیخ سماء الدین سے درخواست کی تھی کہ میں چاہتا ہوں علم صرف کی ابتدائی کتاب میزان الصرف آپ سے پڑھ لوں شیخ نے فرمایا پڑھیئے بداں اسعدک اللہ فی الدارین خیراً اس کے بعد یہ رسم ادا کی گئی۔

(ہ) فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں تیس دار العلوم تھے جن میں دیگر ممالک اسلامیہ کے طلبہ بھی زیر تعلیم رہا کرتے تھے۔ ان میں مندرجہ ذیل علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اصول کلام الٰہیات، طبیعات، طب تحریر خط معنی و بیان صرف و نحو۔

سلاطین اسلام علوم دینیہ کے صرف رسمی سرپرست ہی نہ تھے۔ بلکہ ان کی عملی حالت اور تقویٰ کا ..... مقام بھی بلند تھا۔ جیسا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحؒ کی نماز جنازہ کے لئے جب یہ اعلان ہوا کہ ان کی نماز جنازہ وہ پڑھائے جس سے ساری عمر عصر کی سنتیں قضا نہ ہوئی ہوں تو یہ شرط پوری کرنے والے صرف سلطان شمس الدین التمش ہی نکلے۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی نماز جنازہ التمش نے پڑھائی۔

آزادی کے پیش رو

انگریزی جبر و استبداد کو توڑنے والے وہی مجاہدین تھے جن کے دل دینی تعلیم کے اقدار سے منور تھے۔ علی گڑھ سے ہندی مسلمانوں کو انگریز اور ہندو سے لڑنے کی سیاست سکھائی اور دار العلوم دیوبند نے ان کو سچا مسلمان بنا کر ان کے قلوب کو ملت کی محبت میں سرشار کیا۔ جب کے ڈاکٹر ذاکر حسین نے اتحاد علی گڑھ اور دیوبند کا نقشہ اپنے الفاظ میں یوں کھینچا ہے

۲۹ر اکتوبر ۱۹۲۰ء کو دیوبند کے سردار شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے ہاتھوں سید احمد خاں کے دار العلوم کی مسجد کی جامعہ میں اس (جامعہ ملیہ) کا افتتاح ہُوا۔ تو جدائی کے سرمست نوجوان طلباء پر پہلی مرتبہ وہ مخلصانہ دینی کیفیت طاری تھی۔ جس کے ایک ایک لمحہ کبھی بھی ساری زندگی کا رنگ بدل ڈالتا ہے یہ جرمانوں کے ڈر سے نمازیں پڑھنے والے راتوں کو روتے اور گڑگڑاتے سنائی دیتے خود غرضیوں کی ہر وقت جکڑے رہنے والی زنجیریں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ڈھیلی ہو رہی ہیں۔ ٹوٹ رہی ہیں۔ ملازمتوں کے متلاشی سفارشوں کے سرگرداں اپنے پیٹ کے علاوہ اور سب حقیقتوں سے ناآشنا نوجوان بیتاب تھے کہ اپنے وجود... ملی میں گم کردیں اور اپنی ساری قوتوں کو اس کی خدمت کے لئے وقف کردیں۔

باقی بر صفحہ ۱۸

قسط نمبر (۲)

شرح سورۃ الحشر

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

غازی خدا بخش و شیخ بشیر احمد بی اے لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

۱- سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ج وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ہ

سورۃ مجادلہ کے ساتھ ربط

سورۃ مجادلہ میں مسلمانوں کو حزب اللہ کی تنظیم جدید کی جو دعوت دی گئی تھی اور جس کی توسیع کی طرف اس سورۃ (الحشر ۵۹) میں ان کی توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ اس لئے نہیں ہے کہ اللہ اس کا محتاج ہے حقیقت یہ ہے کہ زمین اور آسمان کا نظام اس بات پر گواہ ہے کہ اللہ اپنے کام پورے غلبے اور حکمت کے ساتھ چلا رہا ہے۔ مگر وہ مسلمانوں کو حزب اللہ کی توسیع کے ذریعے سے غلبہ (عزت) دینا چاہتا ہے اس لئے وہ یہ حکیمانہ تعلیم انہیں دے رہا ہے۔

۲- ھُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ط مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مَّانِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَاَتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ق وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ق فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ہ

یہود کی شکست اور اپنے ہاتھوں تخریب

خدا کا عزیز اور حکیم ہونا یوں ظاہر ہوتا ہے کہ حزب اللہ کے قیام کے بعد پہلے ہی اجتماع عسکری اور جارحانہ حملے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کے فضل سے یہود کو اپنے گھروں سے نکل جانا پڑا۔ مسلمان یہ خیال کرتے تھے کہ یہودی نکلیں گے نہیں اور خود یہودی بھی اپنے قلعہ نما مکانوں میں اپنے آپ کو محفوظ اور مستحکم سمجھتے تھے مگر اللہ نے مسلمانوں کی دھاک ان کے دلوں میں بٹھا دی اور یہود نے خود ہی اپنے مکانوں کو گرانا شروع کر دیا اور اس تخریب ...... (scorched earth policy) میں وہ حکمت الٰہی کام کرتی تھی جو مسلمانوں کو عزت اور یہودیوں کو ذلت دینا چاہتی تھی مسلمانوں نے بھی ان یہودیوں کو برباد کیا۔ اور ان کے قلعوں کے توڑنے پھوڑنے میں کمی نہ کی۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ہ

اے آنکھوں والو! اس سے عبرت حاصل کرو۔

مسلمانوں کے لئے عبرت

یعنی مسلمانوں میں ایسی جماعت کبھی پیدا نہ ہونے دی جائے اس لئے کہ یہودی تورات پر ایمان رکھتے تھے اور مسلمان قرآن حکیم پر ایمان رکھتے ہیں اور قرآن حکیم اور تورات حقیقت میں ایک ہی چیز ہے جب تورات کے ماننے والوں نے اپنے آپ کو تورات سے بعید کر لیا تو ان کا یہ حال ہوا کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے گھر بار برباد کرنے پر مجبور ہو گئے مسلمانوں کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے وہ دنیا میں انقلابی کی حیثیت سے پیش ہوئے ہیں اور خدا نے انہیں کامیاب ہونے کا موقعہ دیا ہے۔ اگر وہ اس انقلاب سے پیچھے ہٹیں گے تو دوسری قومیں ان سے ضرور انتقام لیں گی۔ پس ایسی حالت کبھی پیدا ہی نہ ہونے دی جائے۔

۳- وَلَوْلَآ اَنْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَھُمْ فِی الدُّنْیَا ط وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابُ النَّارِ ہ

یہود کی جلاوطنی

تورات میں یہود کو بتایا گیا تھا کہ اگر تم نے تورات کے احکام کی خلاف ورزی پر ضد کی تو تم سے حکومت چھین لی جائے گی اور پھر یا تو تم جلاوطن کر دیئے جاؤ گے یا قتل کر دیئے جاؤ گے ان دونوں باتوں میں سے ایک کا متحقق ہونا ضروری ہے۔

بنی نضیر کو تورات کی دو سزاؤں میں سے ہلکی سزا دی گئی پس اب اس آیت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ "اگر اللہ نے انہیں جلا وطن کرنا نہ لکھ دیا ہوتا

اکثر تفاسیر پڑھنے والے لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ یہ حکم جلا وطنی خاص طور پر ان یہودیوں کے لئے تھا مگر ہم یوں سمجھتے ہیں کہ تورات میں دو سزاؤں میں سے ایک کا ملنا متحقق ہے یعنی جلا وطنی یا قتل اس لئے ایک کا ترجمہ یوں کریں گے کہ "اگر ان یہود کو تورات کی خلاف ورزی کی پاداش میں سزا دینے میں جلا وطنی داخل نہ ہوتی تو قتل کر دیئے جاتے مگر چونکہ قتل کی متبادل سزا جلا وطنی بھی تھی۔ اس لئے ان کو جلا وطنی ہی کی سزا دی گئی جو دونوں میں سے نرم سزا تھی" مسلمانوں کی حالت کے اس وقت یعنی مناسب سزا تھی جو وہ دے سکتے تھے۔

دنیاوی عذاب

اگر یہود اپنے شقاق کے بعد مدینے میں رہتے تو ضرور قتل کر دیئے جاتے .... (لَعَذَّبَھُمْ فِی الدُّنْیَا) اب مسلمانوں کے تمکن کے بعد ان کا مدینے میں رہنا دشوار تھا۔ انقلاب کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ وہ مخالف فکر کو برداشت نہیں کرتا

اَخْرِجُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ۔ سے مراد حجاز عَلٰی سَبِیْلِ الْوُجُوْبِ ہے اور باقی عرب سدًّا للذریعہ ہے

۴- ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ شَآقُّوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ یُّشَآقِّ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ہ

جلا وطنی کیوں؟

ان کو یہ سزا اس لئے دی گئی کہ انہوں نے نہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی بلکہ تورات کے احکام کی خلاف ورزی بھی کی جو لوگ خدا کے احکام کی نافرمانی کریں ان کو خدا تعالےٰ سخت سزا دیا کرتا ہے

۵- مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَۃٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْھَا قَآئِمَۃً عَلٰٓی اُصُوْلِھَا فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَلِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ہ

میدان جنگ پر فیصلہ صحیح

مسلمانوں نے یہودیوں کے بعض درخت کاٹ ڈالے اور بعض یونہی چھوڑ دیئے اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، کہ کاٹنا ضروری تھا یا چھوڑنا اس پر اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کیا کہ دونوں ہی درست ہیں پس میدان جنگ میں کام کرنے والے لوگ جو فیصلہ بھی کریں صحیح مانا جاتا ہے اس پر تنقید کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔ فوج کی ایک کمپنی ایک طرف سے حملہ کرتی ہے، اور

باقی صـ ۱۸

خشیتِ الٰہی

قاری عبد المجید مدرس مدرسہ
انوار الاسلام کیہال ایبٹ آباد

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ (الملک ع۱)

ترجمہ! بے شک جو لوگ اپنے پروردگار سے غائبانہ طور پر ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو خوشخبری دے رہا ہے، جو اس سے ڈرتے ہیں، گو وہ تنہائی میں ہی کیوں نہ ہوں۔ ایسی تنہائی کہ جہاں کسی کی نگاہیں ان پر نہ پڑ سکیں۔ تاہم خوفِ خدا سے کسی نافرمانی کے کام کو نہیں کرتے۔ اور نہ اطاعت وعبادت سے جی چراتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور بہترین اجر دے گا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ جن سات شخصوں کو باری تعالےٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ کے نیچے رکھے گا۔ کہ جس دن اور کہیں سایہ نہ ہو گا۔ ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے کہ جسے مال وجمال والی عورت زنا کی طرف دعوت دے۔ اور کہہ دے۔ کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور دوسرا شخص وہ ہے۔ کہ جو اس طرح پوشیدگی سے صدقہ دے۔ کہ دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر بائیں ہاتھ کو بھی نہ لگے،

بابرکت آنسو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ یَخْرُجُ مِنْ عَیْنَیْہِ دُمُوْعٌ وَّاِنْ کَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ثُمَّ یُصِیْبُ شَیْئًا مِنْ حَرِّ وَجْھِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ (رواہ ابن ماجۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے خوف اور ہیبت سے جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلیں۔ اگر مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر ہوں۔ پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالےٰ اس چہرہ کو دوزخ کی آگ کے لئے حرام کر دے گا۔

خشیتِ الٰہی کی وجہ سے ایک شخص کی بخشش

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰی نَفْسِہٖ فَلَمَّا حَضَرَہُ الْمَوْتُ اَوْصٰی بَنِیْہِ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْہُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَہٗ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَہٗ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ لَیُعَذِّبَنَّہٗ عَذَابًا لَّا یُعَذِّبُہٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِیْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَھُمْ فَاَمَرَ اللّٰہُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِیْہِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِیْہِ ثُمَّ قَالَ لَہٗ لِمَ فَعَلْتَ ھٰذَا قَالَ مِنْ خَشْیَتِکَ یَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَہٗ (رواہ البخاری)

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے نفس پر بڑی زیادتی کی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا۔ تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی۔ کہ جب میں مر جاؤں۔ تو تم مجھے جلا کر راکھ کر دینا۔ پھر تم میری اس راکھ میں سے آدھی تو کہیں خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی کہیں دریا میں بہا دینا۔ اللہ کی قسم اگر خدا نے مجھے پکڑ لیا۔ تو وہ مجھے سخت عذاب دے گا۔ جو دنیا والوں میں سے کسی کو بھی نہ دے گا۔ اس کے بعد جب وہ مر گیا۔ تو اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ کے حکم سے خشکی اور تری سے اس کے اجزاء جمع ہوئے اس کو دوبارہ زندہ کیا گیا پھر اس سے پوچھا گیا۔ کہ تم نے ایسا عمل کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا۔ اے میرے مالک تو خوب جانتا ہے کہ تیرے ڈر سے ہی میں نے یہ عمل کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس بندہ کی بخشش فرما دی۔

صحابہؓ کی حالت

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ جب کوئی آیت قرآن مجید کی سنتے تو مارے خوف کے بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ پھر چند روز ان کی عیادت ہوا کرتی۔ ایک روز آپ نے ایک تنکا زمین پر سے اٹھایا۔ اور فرمانے لگے۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ میں یہ تنکا ہوتا۔ کاش میں کوئی چیز مذکور نہ ہوتا کاش میں بھولا بھلایا ہوتا، کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی۔ آپ کے منہ مبارک پر آنسوؤں کے دو کالے خط تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اپنا غصہ نہیں نکالتا۔ جو کوئی اس سے تقویٰ کرتا ہے۔ وہ اپنی من مانی بات نہیں کہتا۔ اسی طرح آپ نے ایک دفعہ سورۂ تکویر تلاوت فرمائی۔ تو جب وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ پر پہنچے۔ تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور ایک دفعہ ایک شخص کے مکان کے پاس سے آپ گزرے۔ وہ شخص نماز میں سورۂ طور پڑھ رہا تھا جب اس نے اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ پڑھا۔ تو آپ فوراً اپنی سواری سے اتر گئے اور ایک دیوار سے تکیہ لگا کر تھوڑی دیر ٹھہرے۔ پھر اپنے گھر واپس آئے اور ایک مہینہ بیمار رہے۔ لوگ عیادت کے لئے آتے مگر کسی کو یہ پتہ نہ لگا۔ کہ آپ کو کیا بیماری ہے۔

حضرت عباس رضؓ سے کسی نے خائفین کی حقیقت پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ خائف وہ ہیں۔ جن کے دل خوفِ خدا سے زخمی ہیں اور آنکھیں روتی ہیں اور یہ کہتے ہیں ہم کیسے خوش ہوں، کہ موت ہمارے پیچھے لگی ہے۔ اور قبر ہمارے سامنے ہے۔ اور قیامت ہمارے وعدے کی جگہ ہے اور پلصراط سے ہم نے گزرنا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے سامنے ہم نے کھڑا ہونا ہے

ایک روایت میں ہے۔ کہ انصار میں سے ایک جوان صحابی اتنا رویا کرتے تھے۔ کہ گھر سے کبھی باہر نہ نکلا کرتے تھے۔ حضور اکرمؐ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ انہیں اپنے گلے مبارک کے ساتھ لگایا وہ اسی وقت وفات پا گئے آپ نے صحابہؓ کو ارشاد فرمایا۔ کہ اپنے ساتھی کی تجہیز وتکفین کرو۔ دوزخ کے خوف نے اس کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے

صحابہؓ کی تو یہ حالت تھی۔ اور آج ہم ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بالکل بے خوف ہیں۔ اور مال واولاد نے ہمارے دلوں کو خدا کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ دنیا کے حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ دن رات یہی خواہش ہے کہ مال ودولت ہاتھ آ جائے۔ خواہ وہ حرام کا کیوں نہ ہو۔ اور عیش وعشرت میں اس قدر منہمک ہیں کہ کبھی دل میں خدا تعالےٰ کا

خوف تک نہیں آتا۔ اور موت کے آنے کا فکر ہی نہیں۔ اور اتنا بھی خیال نہیں کہ ہم نے بھی ایک دن اس احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہونا ہے اور اُس نے ہم سے ان نعمتوں کے متعلق سوال کرنا ہے۔

اللہ سے ڈرو اور غفلت نہ کرو

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ اے مومنو! تمہارے مال و اولاد تمہیں اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔ جو ایسا کریں بڑے ہی نقصان میں ہیں۔ اے مومن! تجھے اپنے مال و اولاد کی وجہ سے اپنے پروردگار کی یاد سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ تجھے ہر وقت اس کی یاد کرنا چاہیئے۔ اور اپنی زندگی کے اوقات اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں گزار۔ ان لوگوں کی طرح نہ بن۔ کہ جنہوں نے اپنی تمام عمر اس کی نافرمانی میں گزاری ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن جیسے بننے سے منع فرمایا ہے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ۔ تم ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا کہ جنہوں نے اپنے مالک حقیقی کو بھلا دیا۔ اور اس نے بھی ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔ یاد رکھ کہ تیری جان پہچان والے جن کے ساتھ تو کل ملتا تھا۔ وہ آج کہاں ہیں؟ ان کا نام ونشان نہیں۔ اور کہاں ہیں؟ وہ سرکش کہ جنہوں نے بارونق شہر بسائے۔ اور مضبوط مضبوط قلعے اور محلات بنائے۔ کہاں ہیں؟ فرعون و نمرود کہ جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ کہاں ہیں؟ قارون اور اُس جیسے اور دولت مند کہ جنہوں نے دولت پر گھمنڈ کرتے ہوئے حق کو قبول نہ کیا۔ اور کہاں ہیں؟ ابوجہل اور ابولہب کہ جنہوں نے حق کے مٹانے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا۔ آج وہ قبروں کے عمیق گڑھوں میں پتھروں تلے دبے پڑے ہیں۔ ان کا نام ونشان تک موجود نہیں۔ اے مسلمان! کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ کہ تجھے یہی نجات دینے والی ہے۔ اور کتاب وسنت پر عمل کرنا شروع کر دے۔ خدا کے عذاب سے ڈر قوم عاد قوم نوح ؑ قوم ثمود کے حالات کو اپنے سامنے رکھ کہ انہوں نے نافرمانی کی اور ان کا کیا انجام ہوا۔ اور ان لوگوں کے نقش قدم پر چل۔ جن کے متعلق تو ہر نماز میں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ط

(اے اللہ تو ہمیں سیدھی راہ پر چلا ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا) کی دُعا کرتا ہے۔ وہ کن کی راہ ہے؟ وہ انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کی جماعت ہے۔ تجھے بیکار اور عبث نہیں پیدا کیا گیا تیری تخلیق کا مقصد اولین اس کی یاد ہے۔ تو مہمل نہیں چھوڑ دیا گیا۔ یاد رکھ وعدے کا ایک دن ہے۔ جس میں خود خدا تعالےٰ فیصلہ کرنے کے لئے نازل ہوگا۔ وہ اُس دن بڑے جلال میں ہوگا۔ وہ شخص نقصان میں پڑا۔ اس نے خسارہ اٹھایا۔ وہ بے نصیب اور بدبخت ہوگیا۔ وہ محروم اور خالی ہاتھ رہا۔ جسے اُس دن باری تعالےٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ اور جنت سے روک دیا۔ اور اچھی طرح یاد رکھ تو کل قیامت کے دن خدا کے عذاب سے صرف وہی شخص بچ سکے گا۔ کہ جس کے دل میں آج خوف خدا موجود ہے جو آج اس فانی دنیا کو اس باقی (آخرت) پر قربان کر رہا ہے۔ اس تھوڑے کو اس بہت کے حاصل کرنے پر خرچ کر رہا ہے۔ اپنے خوف کو امن سے بدلنے کے لئے اسباب مہیا کر رہا ہے۔

اے انسان کیا تو نہیں دیکھتا کہ تجھ سے پہلے جن کے قائم مقام آج تو ہے کس طرح ہلاک وبرباد ہوئے۔ اسی طرح تو بھی مٹا دیا جائے گا۔ تیری جگہ اور آجائیں گے۔ یہاں تک کہ سارے اگلے پچھلے اس کے دربار میں حاضر کئے جائیں گے۔ تو رات دن موت سے قریب ہو رہا ہے۔ اپنے قدموں کو اپنی گور کی طرف لے جا رہا ہے۔ تیرا پھل پک چکا ہے۔ تیرے پھول کی کلی مرجھانے والی ہے۔ تیری صبح شام کرنے والی ہے۔ تیری امیدیں ختم ہونے والی ہیں۔ تیری اجل بالکل قریب آچکی ہے۔ یاد رکھ آج جنہیں تو اپنا ساتھی سمجھ رہا ہے کل وہ تجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لے جائیں گے اور تجھے اکیلے اندھیری قبر میں اکیلا چھوڑ آئیں گے۔ جہاں نہ تیرا کوئی ساتھی ہو گا۔ اور نہ ہی کوئی مہربان تجھے اتنا بھی خیال نہیں کہ جن کے ساتھ تو نے دل لگا رکھا ہے۔ اور جن کی محبت کے تو رات دن گیت گاتا ہے اور جن کی خدمت میں تو راتیں بسر کرتا ہے۔ اور جن کے لئے تو سخت گرمی میں سارا دن کوشش کرتا ہے۔ وہ تیرے کام نہ آئیں گے۔ بلکہ وہ تو اس دن تجھ سے بھاگیں گے اس دن تیرا کچھ چارہ نہ چلے گا۔ اس دن تجھے اور عمل کرنے کی مہلت نہ دی جائے گی۔ تو اس دن یہ خواہش کرے گا۔ کاش کہ میں دنیا میں سمجھ جاتا۔ اور اپنے پروردگار کو یاد کرتا۔ اس دن تیرے خلاف تیرے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے اور تیرا وہ مال اولاد کہ رات دن تو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کچھ کام نہ آئے گا۔ یہ وقت ہے۔ اب بھی سنبھل جا۔ پچھلے گناہوں کی معافی مانگ اور آئندہ اپنے دل میں یہ عہد و پیمان کر لے کہ میں کبھی نافرمانی نہ کروں گا۔ اگر تو نے سچے دل سے توبہ کر لی۔ تو وہ غفور الرّحیم ہے تجھے بخش دے گا۔

روحُ الصلوٰۃ

الصلوٰۃ عماد الدّین

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی (شیخوپورہ)

مغربی تہذیب وتمدن وتعلیم وتربیت اور طرزِ معاشرت نے مسلمانوں کو دین اسلام سے بیگانہ اور متنفر کر دیا ہے اور ہمارے اکثر تعلیم یافتہ بھائی اور بہنیں دینِ حق سے وحشت زدہ ہیں۔

نماز کے مسائل سے لاعلمی ایک وبائی مرض کی صورت اختیار کر چکی ہے جس کی لپیٹ میں قوم کی غالب اکثریت آ چکی ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہماری نمازیں بے اثر، اور ہمارے سجدے بے ذوق وشوق ہیں اور نماز کے ثمرات وبرکات سے ہم محروم ہیں

ایمان کے بعد مسلمانوں کی عملی زندگی نماز ہی سے شروع ہوتی ہے نماز ہی وہ سنگِ بنیاد ہے جس پر قصرِ اسلام کی ساری عمارت قائم ہے سرورِ کائنات، فخرِ موجوداتؐ نے ایک مشہور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے

۱۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ ہ (متفق علیہ)

ترجمہ! نماز دین اسلام کا ستون ہے جو نماز کو قائم کرتا ہے وہ دین کو قائم رکھتا ہے اور جو نماز کو چھوڑتا ہے وہ دین کو گراتا ہے۔

۲۔ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ (ابوداؤد)

ترجمہ! بندہ اور کفر کے درمیان حدِ فاصل نماز کو چھوڑنا ہے (جو نماز کو چھوڑتا ہے وہ کفر کے دائرہ میں چلا جاتا ہے اور کا فرینے کی کوشش کرتا ہے)

نماز کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ نمازی ہر بے حیائی کے کام اور برائی سے محفوظ رہتا ہے۔

شرم و حیا جو ایک مسلمان بھائی اور بہن کا زیور ہے اور ایمان کا بہت بڑا نشان ہے نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ آج کے بگڑے ہوئے ماحول اور غیر اسلامی تہذیب وتمدن نے انسانوں کو عموماً اور مسلمان قوم کو خصوصاً پریشان حال اور پراگندہ خیال کر دیا ہے۔

آج دلوں کا اطمینان اور سکون برباد ہو چکا ہے اور مسلمان قوم قلبی اور دماغی اذیتوں میں مبتلا نظر آتی ہے

آج دلوں کی خوشی اور مسرت لٹ چکی ہے اور چاروں طرف سے مایوسی اور بددلی چھائی ہوئی ہے دلوں کی بصیرت ختم ہوتی نظر آتی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ غفلت اور یادِ خدا سے بیزاری ہے

بدقسمتی سے ہمارے ملک کے نوے فی صدی نوجوان اور بوڑھے ان پڑھ اور جاہل ہیں اور وہ اسلام کی تعلیمات سے سراسر بے خبر ہیں اور جو تعلیم یافتہ ہیں وہ بھی دین اسلام سے بے خبر اور ناواقف ہیں آہ! تعلیم اسلام کے فقدان عام نے ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس حالت میں پہنچا دیا کہ دنیا ومافیہا کے مسائل سے باخبر اور ہوشیار ہیں لیکن نماز جیسی اہم اور بنیادی چیز سے بے خبر اور ناواقف ہیں وہ "دین متین" اور "دین قیم" جس کی تعلیم کا انتظام مہد سے لحد تک کر دیا گیا ہے آج اس کے ماننے والے اس سے اس قدر بیگانہ اور بے خبر ہیں کہ اسلام کی بنیاد تک کو بھول گئے ہیں

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

جاہل پیروں اور فقیروں نے "رسم ورواج" اور "نذر ونیاز" کا کچھ ایسا چکر چلایا ہے کہ وہ مریدوں کو نماز کی طرف مائل نہیں ہونے دیتے خدا پرستی کی بجائے پیر پرستی اور قبر پرستی کی عملی تعلیم دی جاتی ہے اور ان کو نظریاتی طور پختہ مشرک بنایا جاتا ہے۔

ایک حاکم اور محکوم، ایک استاد اور شاگرد، ایک پیر اور مرید، ایک وکیل اور مؤکل، ایک شعلہ بیان مقرر اور مبلغ، ایک مفتی اور قاضی، ایک فلسفی اور صوفی ایک شاعر اور ادیب، ایک صحافی اور فنکار، ایک والدین اور اولاد، ایک بہن اور بھائی۔ مختصر یہ کہ ایک بوریہ نشین اور ایک ایوان سلطنت کا صدر نشین کوئی بھی ایسا نہیں جو اس فرض کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہو

نماز کی فرضیت اور اہمیت

نماز کے ادا کرنے اور اس کے قائم رکھنے کا حکم جس قدر تاکید کے ساتھ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وہ کسی باخبر مسلمان سے مخفی نہیں ہے اور فرضیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ کسی حالت میں معاف نہیں ہے

عاقل، بالغ ہونے کے بعد مرتے دم تک ہر مومن اور مسلم کا فریضۂ زندگی ہے اگر ایک مسلمان قصداً اور عمداً نماز چھوڑتا ہے تو وہ اسلامی آئین میں سخت مجرم اور انکار کی صورت میں دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

تربیت اطفال کے سلسلہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشہور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ سات سال کے معصوم بچے کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا جائے اور نماز ادا کرنے کا شوق دلایا جائے تین سال تک متواتر مسلسل یہ تربیت دی جائے اور جب لڑکا یا لڑکی دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو نماز میں غفلت کرنے کی صورت میں والدین کا فرض ہے کہ زجر وتوبیخ سے کام لیں اور ڈانٹ ڈپٹ سے بھی گریز نہ کریں۔

آج بھی اگر کسی کا دل اور دماغ خدا اور اُس کے رسول کا باغی ہے تو اس کی نماز کوئی نماز نہیں وہ صرف دکھلاوے کی نماز ہے جب تک اللہ کی وحدانیت کا صحیح تصور، رسولوں کی رسالت کا اقرار اور قیامت کا یقین نہ ہو اس وقت تک نماز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس بات کا بھی یقین کامل ہو کہ محمد مصطفٰےؐ سب پیغمبروں کے سردار اور آخری نبی اور رسول ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور کوئی رسول نہیں آئے گا اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید خدا کی طرف سے آخری کتاب ہے اور اس میں نسلِ انسانی کے ہر طبقہ کے لئے رہنمائی موجود ہے اور اس میں دین و دنیا کی فلاح وبہبودی کے اصول وضوابط پیش کئے گئے ہیں اور قیامت تک پیش آنے والے مسائل زندگی کے لئے ہدایت موجود ہے

جن لوگوں کا عقیدہ کفریہ اور مشرکیہ ہے ان کے تمام اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں کفر اور شرک انسان کے نیک اعمال کو حبط (غارت) کر دیتا ہے

جو لوگ نظریات وخیالات اور عقائد کافرانہ یا مشرکانہ رکھتے ہیں۔ ان کی نماز، روزہ زکوٰۃ اور دیگر اعمال صالحہ بجائے مقبول ہونے کے

مردود بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں ۔

ہوئے واپس خدا سے ملکر جب دم سرورِ عالم
لئے تحفہ نماز پنجگانہ بالیقین آئے
لگایا تحفۂ حق کو جنہوں نے اپنے سینہ سے
وہی پیش خدا محشر میں بن کے بہترین آئے
اسی تحفہ میں ہے مضمر نجات اُخروی انور
جو تحفہ حق سے لے کے آج فخر المرسلین آئے

اذان

دیکھو اذان کیسی زبردست پکار رہے ہر روز پانچ مرتبہ یہ آواز کس طرح تمہیں یاد دلاتی ہے کہ زمین میں جتنے بڑے بڑے خدائی کے دعوے دار نظر آتے ہیں سب جھوٹے ہیں ۔ زمین وآسمان میں ایک ہی ہستی ہے جس کے لئے بڑائی ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے آؤ اس کی عبادت کرو اسی کی عبادت میں تمہارے لئے دنیا وآخرت کی بھلائی ہے ۔ کون ہے جو اس آواز کو سنکر ہل نہ جائے گا ؟ کیونکر ممکن ہے کہ جس کے دل میں ایمان ہو وہ اتنی بڑی گواہی اور ایسی زبردست پکار سنکر اپنی جگہ بیٹھا رہ جائے اور اپنے مالک کے آگے سر جھکانے کے لئے دوڑ نہ پڑے ؟

عقل رکھنے والو! غور کرو جو شخص دن میں پانچ مرتبہ اذان کی آواز سنتا ہو اور سمجھتا ہو کہ کتنی بڑی چیز کی شہادت دی جا رہی ہے اور کیسے زبردست بادشاہ کے حضور میں بلایا جا رہا ہے اور جو شخص ہر مرتبہ اس پکار کو سنکر اپنے سارے کام کاج چھوڑ دے اور اس ذات پاک کی طرف دوڑے جسے وہ اپنا اور تمام کائنات کا مالک جانتا ہے اور جو شخص کئی بار نماز میں وہ ساری باتیں سمجھ بوجھ کر ادا کرے تو کیونکر ممکن ہے کہ اس کے دل میں خوف خدا پیدا نہ ہو ؟ اس کو خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شرم نہ آئے ؟ اس کی روح گناہوں اور بدکاریوں کے سیاہ دھبے لے کر بار بار خدا کے سامنے حاضر ہوتے ہوئے لرز نہ اٹھے ؟ کس طرح ممکن ہے کہ آدمی نماز میں خدا کی بندگی کا اقرار ، اس کی اطاعت کا اقرار ، اس کے مالک یوم الدین ہونے کا اقرار کر کے جب اپنے کام کاج کی طرف واپس آئے تو جھوٹ بولے ، بے ایمانی کرے ، لوگوں کے حق مارے رشوت کھائے اور کھلائے ، سود کھائے اور کھلائے ، خدا کے بندوں کو آزار پہنچائے ، فحش ، بے حیائی اور بدکاری کرے اور پھر ان سب اعمال کا بوجھ لاد کر دوبارہ خدا کے سامنے حاضر ہونے اور انہی سب باتوں کا اقرار کرنے کی جرأت کر سکے ؟ ہاں یہ کیسے ممکن ہے کہ تم جان بوجھ کر روزانہ چھتیس مرتبہ اقرار کرو کہ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور پھر خدا کے سوا دوسروں کی بندگی کرو اور دوسروں کے آگے مدد کے لئے ہاتھ پھیلاؤ ؟ ایک بار اقرار کر کے تم خلاف ورزی کرو گے تو دوسری بار خدا کے دربار میں جاتے ہوئے تمہارا ضمیر ملامت کرے گا ، اور شرمندگی پیدا ہوگی ۔ دوسری بار خلاف ورزی کرو گے تو اور زیادہ شرم آئے گی اور دل اندر سے زیادہ لعنت بھیجے گا ۔ تمام عمر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ روزانہ پانچ پانچ مرتبہ نماز پڑھو اور پھر بھی تمہارے اعمال درست نہ ہوں ، تمہارے اخلاق کی اصلاح نہ ہو ، اور تمہاری زندگی کا رنگ نہ پلٹے ؟ اسی بنا پر اللہ تعالےٰ نے نماز کی یہ خاصیت بیان فرمائی کہ یقیناً نماز انسان کو بے حیائی اور بدکاری سے روکتی ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اتنی زبردست اصلاح کرنے والی چیز سے بھی اس کی اصلاح نہیں ہوتی تو یہ اس کی طینت کی خرابی ہے نماز کی خرابی نہیں ، پانی اور صابون کی خاصیت میل کو صاف کرنا ہے لیکن اگر کوئلہ کی سیاہی اس سے دور نہ ہو تو یہ پانی اور صابون کا قصور نہیں اس کی وجہ کوئلے کی اپنی سیاہی ہے

عموماً ہماری نمازوں میں ایک بہت بڑی کمی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ نماز میں پڑھتے ہیں اس کو سمجھتے نہیں اگر ہم تھوڑا سا وقت صرف کریں تمام تسبیحات اور دعاؤں کا مطلب اپنی مادری زبان میں یاد کرلیں تو اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ جو کچھ ہم پڑھیں گے اُسے سمجھتے بھی جائیں گے

نماز باجماعت

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں کتنی برکات پوشیدہ ہیں ۔ آپ سب ایک صف میں ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوتے ہیں نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا ، نہ کوئی اونچے درجے کا ہے نہ کوئی نیچے درجے کا خدا کے دربار میں خدا کے سامنے سب ایک درجہ میں ہیں کسی کا ہاتھ لگنے سے اور کسی کے چھو جانے سے کوئی ناپاک نہیں ہوتا سب پاک ہیں اس لئے کہ سب انسان ہیں ایک خدا کے بندے ہیں اور ایک ہی دین کے ماننے والے ہیں ۔ آپ میں ، خاندانوں قبیلوں اور ملکوں وزبانوں میں کوئی فرق نہیں حسب نسب اور برادریوں کی تقسیم کوئی اہمیت نہیں رکھتی سب سے بڑا تعلق آپ کے درمیان خدا کی بندگی وعبادت کا تعلق ہے

پھر جب ایک صف باندھے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک فوج اپنے بادشاہ کے سامنے خدمت کے لئے کھڑی ہے صف باندھ کر کھڑے ہونے اور مل کر ایک ساتھ حرکت کرنے سے آپ کے دلوں میں یکجہتی پیدا ہوتی ہے ۔ آپ کو یہ مشق کرائی جاتی ہے کہ خدا کی بندگی میں اس طرح ہو جاؤ کہ سب کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں اور سب کے پاؤں ایک ساتھ چلیں گویا آپ دس یا بیس یا سو یا ہزار آدمی نہیں ہیں بلکہ مل کر ایک آدمی کی طرح بن گئے ہیں ۔

اس جماعت اور صف بندی کے بعد آپ کرتے کیا ہیں ؟ یک زبان ہو کر اپنے مالک سے عرض کرتے ہیں ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ اھدنا الصراط المستقیم

ترجمہ : ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ہم سب کو سیدھے راستہ پر چلا ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ وصاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

غیر مسلم جوزف ہل کی شہادت

جس شخص نے مسلمانوں کو حیرت انگیز یک آہنگی ، ترتیب اور وقار کے ساتھ صفیں باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا ہے وہ اس انضباط سکھانے والی نماز کے تعلیمی افادے کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اس نماز باجماعت میں مومنین کا باقاعدہ اجتماع ان کے قلوب میں اتحاد ملت کی روح اور مساوات انسانی کا احساس پیدا کر رہا تھا ۔

بعد کے زمانے میں اسلام نے جو عسکری کامیابیاں حاصل کیں وہ ان اوصاف کی شرمندۂ احسان تھیں جنہوں نے ابتدائے اسلام کے زمانہ میں سب سے پہلے عربوں کے اندر نشو ونما پایا اور وہ خصوصیتیں دو تھیں یعنی ضبط وتنظیم اور موت سے بے پروائی ۔

(باقی باقی) (عرب سولائزیشن)

بقیہ : خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

لگا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصیت مجھ کو یہ فرمائی "معاذ! لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنے خلق کو اچھا بنا" (مالک)

خدا تعالےٰ نرمی و مہربانی کو پسند کرتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ! عائشہؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالےٰ مہربان ہے، نرمی و مہربانی کو پسند کرتا ہے اور نرمی و مہربانی پر وہ چیز عطا فرماتا ہے جو درشتی و سختی پر عطا نہیں فرماتا اور نہ اور کسی چیز پر نرمی و مہربانی کے سوا چیزوں میں سے (مسلم)

سختی اور درشتی سے اپنے آپ کو بچاؤ

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا "نرمی کو اپنے اوپر لازم سمجھو، سختی و درشتی اور بے حیائی سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اس لئے کہ جس چیز میں نرمی ہوتی ہے وہ نرمی اس کی زینت کا باعث ہوتی ہے اور جس چیز میں سے نرمی نکال لی جاتی ہے وہ عیب دار ہو جاتی ہے" (مسلم)

نرمی سے محروم نیکی سے محروم ہے

عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جریرؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے جس شخص کو نرمی سے محروم کیا جاتا ہے اس کو گویا نیکی سے محروم کیا جاتا ہے

نرم مزاج، نرم طبیعت اور نرم خو شخص پر دوزخ کی آگ حرام ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَمَنْ يَحْرُمُ النَّارُ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ! عبداللہ بن مسعودؓ رض کہتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "کیا میں اس شخص کو بتا دوں جس پر دوزخ کی آگ حرام ہو۔ وہ وہ شخص ہے جو نرم مزاج، نرم طبیعت اور نرم خو ہو ـــ

خوش خلقی سے بہتر کوئی حسب نہیں

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ ـــ

ابوذر رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "ابوذر! تدبیر کے برابر کوئی عقل نہیں (یعنی عقل مدبر کے مانند کوئی عقل نہیں) اجتناب و احتیاط سے زیادہ کوئی تقویٰ نہیں اور خوش خلقی سے بہتر کوئی حسب نہیں (بیہقی)

نتیجہ

تمام احادیث مذکورہ بالا سے یہ نکلا کہ وعظ و نصیحت کہنے یا لوگوں کی تعلیم و تربیت کرنے کے لئے واعظ و مبلغ اور معلم کا نرم مزاج، نرم خو، خوش اخلاق، بلند کردار، مخلص، دھن کا پکا اور شفقت و مہربانی کے جذبات سے سرشار ہونا ضروری ہے۔ یہی وعظ و نصیحت کے میدان میں علماء حق کے ہتھیار ہیں اور انہیں کی بدولت وہ اپنے مقصد تبلیغ میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے ـــ

بقیہ : مجلس ذکر صہ سے آگے

طرح تم ان سے افضل ہو۔ یہی تکبر و غرور ہے۔ ممکن ہے کہ وہ جاہل اور کمتر بارگاہ الٰہی میں تم سے زیادہ مقبول ہوں اس لئے اللہ تعالےٰ کے فرمان کے مطابق

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ٥

اگر تم شکر کرو گے تو اور زیادہ دوں گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے۔

ہمیں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور عبادت خوب احسن طریقہ سے کرنی چاہیئے لیکن آج نماز کی توفیق نہیں ذکر اللہ کی پرواہ نہیں حاضر و ناظر کے مسائل کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور کئی مولوی ہی عوام کو گمراہی کی طرف بلا رہے ہیں

جدید طرز کے مسلمان ذکر اللہ کرنے کو لایعنی چیز کہتے ہیں۔ جس چیز کی طرف حضورؐ نے توجہ دلائی ہے وہ آج فضول اور دین میں زیادتی سمجھی جاتی ہے یہ سب دین اسلام سے دوری کے اسباب ہیں، اکثر لوگ دولت غلط راستوں اور غلط طریقوں سے کماتے ہیں اور پھر بے حیائی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ سینما، شراب اور بدکاری کی عادات پڑی ہوئی ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ کا خوف دل سے نکل گیا ہے نیکی، بدی اور بدی نیکی معلوم ہوتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ مسجد میں داخل ہوتے مسجد سے باہر نکلتے، دودھ پی کر، کھانا کھا کر بازار میں نکلتے۔ غرض ہر کام کے کرتے وقت دعا پڑھتے۔ ہر کام کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہمیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر تابعداری کرتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین وہ ہے جو تھوڑا ہو اور ہمیشہ ہو یہ نہیں، کہ اگر کیا تو سارا دن کرتے رہے اور اگر نہ کیا تو کئی دن بھولے رہے.... اعتدال کے ساتھ نہایت خلوص و استقامت کے ساتھ ذکر اللہ اور عبادت کریں پہلے تھوڑا ذکر کرنے کی عادت ڈالیں۔ پھر آہستہ آہستہ زیادتی کرتے جائیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دعائیں پڑھا کرتے تھے وہ اپنی توفیق کے مطابق یاد کر کے پڑھا کریں خود نیکی کی طرف بڑھیں۔ دوسروں کو بھی نیکی کی طرف لگائیں۔ گھروں میں بیوی بچوں کو ذکر اللہ اور عبادت کی توجہ دلائیں اپنی اولاد کو دین کی تعلیم دلائیں۔ اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان کو دور کرنے کی کوشش کریں اغرور و تکبر اور ریا (دکھاوا) سے بچتے رہیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اور تمام مسلمانوں کو خلوص اور استقامت کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

بقیہ: ہمارے مذہبی سیاسی رہنما ص سے آگے

مدد کے لئے جہاز بھیجا جائے ہم ... ہمت کر کے چیختے چلاتے ارمنی بچوں اور تمام بچے کو بارش کے تھپیڑوں سے اور ہوا کے طوفان سے بچا کر نیچے لے آئے انہیں راشن دیا اور ان پر گرم خشک کپڑے اوڑھے ، وہ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے جب انہیں آرام ملا اور ان کا چیخنا چلانا بند ہوا۔ تو جہاز سیدھا چلنے لگا۔ طوفان ختم ہو گیا کچھ جہاز بھی باکو سے چل کر مدد کے لئے پہنچ گئے۔ حق الیقین ہوا کہ واقعی زمین والوں پر رحم کریں تو آسمان والا بھی رحم کرتا ہے۔ جہاں خالق سے تعلق جوڑا جائے وہاں اس کی مخلوق سے تعلق بھی نہ توڑا جائے۔ ہمارا اسلام یہی سکھاتا ہے کہ دونوں تعلقات کو مضبوط رکھا جائے جہنم والوں سے جنت والے جب دریافت کریں گے کہ تمہیں کس چیز نے دوزخ میں ڈالا تو وہ پہلے جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور دوسرا جواب ہوگا ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور کرتے کیا تھے جب دین پر ہنسی مذاق ہوتا تھا تو ہم بھی بکواس کرتے تھے اور قیامت کو جھٹلاتے تھے (دیکھئے سورہ مدثر پارہ ۲۹)

دین اسلام خالق اور مخلوق دونوں کے ساتھ تعلق درست رکھنے کی تلقین کرتا ہے سید المرسلین ، خاتم النبین ، شفیع المذنبین آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں۔ "تم میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"

قرآن چھوڑ دو گے تو شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ سنت رسولؐ کو ہاتھ سے دو گے تو بدعت میں پھنس جاؤ گے۔ ہوش میں آئیں دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو بو کر جاؤ گے وہی آگے جا کر کاٹو گے ؂

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت اور جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

دوستو! ارمن بچوں پر رحم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے بیڑا پار کر دیا۔ تیسرے دن سلامتی کے ساتھ جہاز باکو شہر سے جا لگا۔ یہاں پہلی دفعہ برف باری کا نظارہ دیکھا

بقیہ: سورۃ الحشر ص۱۲ سے آگے

اور دوسری ، دوسری طرف سے ، ان کا کمانڈر اپنی اپنی کمپنیوں کو جو حکم دیتے ہیں وہ صحیح ہیں

بقیہ: ہمارے نظام تعلیم میں دینی تعلیم کا مقام

الغرض علم ہی وہ وصف ہے جو انسانوں کو مسجود ملائکہ بنا دیتی ہے۔ مگر اس علم کا وہ شعبہ جس کا تعلق انسان کے جسم اور اس کی فلاح۔ آرائش و آسائش سے ہے یہ شعبہ اس وقت تک مفید نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ دینی علم اس کا محافظ اور قائد نہ ہو اس کی مثال یوں کہی جا سکتی ہے علم برکات کا بیش قیمت خزانہ ہے مگر اس کا محافظ اور اس کو صحیح محل پر بروئے کار لانے کے لئے علم دین ہے۔ جب تک علم دین کی روشنی میں علم ابدان کی راہنمائی نہ کی جائے گی وہ ثمود و عاد۔ نمرود و قارون کے روپ میں رونما ہوتا رہے گا۔ اس علم کے علمبردار فضاؤں میں پلیٹ فارم قائم کر دیں گے۔ سمندر کی تہ میں مکانات تعمیر کر لیں گے۔

وہ آواز سے بھی تیز تر رفتار ذرائع حمل و نقل ایجاد کر لیں گے۔ مگر اس ساری جد و جہد سے انسانیت کا امن زندگی کی آرائش کے سامان پیدا نہ ہو سکیں گے۔ بلکہ ان ایجادات کی آخری منزل انسانیت کی تباہی اور امن و چین کی بربادی ہوگی۔ مشاہدات اس بات کے گواہ ہیں کہ جوں جوں مذہب کی گرفت ڈھیلی ہو رہی ہے۔ عالم کی تباہی کے اسباب زیادہ ہو رہے ہیں اور انسانی جسم بجائے انسان بننے کے درندگی میں منتقل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ایک مشہور مغربی مفکر نے کہا ؎

"یہ صحیح ہے ہم چڑیوں کی طرح ہوا
میں اڑتے ، مچھلیوں کی طرح پانی میں
تیرتے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہم کو زمین
پر انسانوں کی طرح چلنا نہیں آتا"

آخر میں یہ عرض کرنا بہتر سمجھتا ہوں کہ آج ہمارا ملک جن تعلیمی مسائل سے دوچار ہے۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ دینی تعلیم کو نہ صرف لازمی قرار دیا جائے۔ بلکہ اسے امتیازی حیثیت دی جائے۔ اور اس کی تدریس کے لئے ایسے اساتذہ کا انتخاب ہو جو عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے دینی تعلیم کی عظمت کے قائل ہوں

ص ۴۴ — ان میں یہ بحث کرنا کہ فلاں نے درست حکم دیا اور فلاں نے غلط ، یہ اصول جنگ کے خلاف ہے۔ یہ ترجمہ ہے فَبِاِذْنِ اللّٰہِ کا یعنی جنگ کا جو قانون اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں کو دیا ہے یہ اس کے اندر ہے یہ مطلب نہیں کہ کسی کو اللہ نے کاٹنے کا حکم دیا اور کسی کو نہ کاٹنے کا۔ اللہ حزب اللہ کے کام کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اس×

× کی مثال ویسی ہی ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو اللہ اپنی طرف منسوب فرماتا ہے (باقی آئندہ)

بقیہ: احادیث الرسولؐ ص سے آگے

قِلَّۃٍ ، رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ —

ترجمہ! حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین ساتھی وہ ہیں جو چار ہوں۔ اور بہترین چھوٹا لشکر وہ ہے ، جس میں چار سو آدمی ہوں ، اور بہترین بڑا لشکر وہ ہے جس کی تعداد چار ہزار ہو ، اور بارہ ہزار کا لشکر (ظاہری) کمی کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا (ابو داؤد ، ترمذی اور ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

بچوں کا صفحہ

قبولیت دُعا

میاں غلام حسین صاحب رضا قلعہ گوجر سنگھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔
وَقَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَہَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ۞

ترجمہ :- اور تمہارے رب نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست کو قبول کر لوں گا۔ اور جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے

دعا انسان کی فطرت کا تقاضا ہے اس سے اس کی محتاجی ظاہر ہوتی ہے انسان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اپنے رب سے کتنا ہی دور کیوں نہ ہو۔ شرک وکفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں کیوں نہ ہو لیکن جب وہ کسی مشکل میں گھر جاتا ہے اور غم کے بادل اس کے دل پر چھا جاتے ہیں۔ اور تمام سہارے ایک ایک کر کے کٹ جاتے ہیں اور دنیا تاریک نظر آنے لگتی ہے تو بے ساختہ اس کی زبان سے یا رب نکل ہی جاتا ہے اور ہاتھ دعا کے لئے اُٹھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کسی چیز کی قدر نہیں ہے یہ سب تدبیروں سے بڑھ کر تدبیر ہے۔ دُعا اعتراف عبودیت کی ایک صورت ہے۔ اس کے ذریعے بندہ کا اپنے مالک حقیقی سے خاص تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

بندہ کا دعا میں مصروف ہونا قبولیت کی علامت ہے۔ پھر دعا میں جس قدر انہماک بڑھتا جاتا ہے اسی قدر بندہ قرب الٰہی میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ جو کہتے ہیں دعا قبول نہیں ہوئی انہیں دعا مانگنی ہی نہیں آئی اگر کسی ایماندار کو دعا مانگنی آ جائے تو اس کی زبان سے یہ الفاظ ہرگز نہیں نکلتے۔ کہ دعا منظور نہیں ہوئی۔ رب العالمین ارحم الراحمین کا ارشاد ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ہماری استدعاؤں کے وقوع وظہور سے پہلے ہی پروردگار کی طرف سے فرمانِ قبولیّت نافذ ہو چکا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو دعا مانگنی آ گئی ہے شکستگی کا اعتراف کر کے خدا کے دروازے پر آنے والوں کے لئے کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا اس دروازے پر صدا لگانے میں کوئی شرم کوئی عار اور کوئی حجاب نہیں اسی دروازے پر شاہ وگدا سب ایک صف میں کھڑے ہیں اور سب اپنی اپنی حاجات لے کر آئے ہیں اور یہ حاجت روا ایسا ہے جس کا دروازہ کسی پر بند نہیں ہوتا۔ مخلوق کسی کی حاجتیں ایک دو دن پوری کرے گی تین دن کرے گی مہینہ بھر کرے گی۔ آخر کار تنگ آ جائے گی اور گبھرا کر رُخ بدل لے گی اللہ تعالےٰ کبھی تنگ نہیں آتا دنیا کے لوگ مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ بندہ کے مانگنے سے خوش ہوتا ہے

دعا کی قبولیت کے لئے خشوع و خضوع کا ہونا ضروری ہے۔ دُعا کا طالب ہونے سے پہلے عجز پیدا کرنا چاہیے تاکہ لبوں پر آتے ہی اس میں تاثیر پیدا ہو جائے۔ دل میں اضطراب پیدا ہو جائے تو وہ اضطراب جب الفاظ کی صورت میں لبوں پر آتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت ضرور اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ دُعا میں اخفا سے کام لینا چاہیئے۔ آہستگی سے اپنے رب کے حضور میں سرگوشی کی جائے ادب کا تقاضا یہی ہے کہ عجز و انکساری کے ساتھ دُعا آہستہ مانگی جائے۔ دُعا مانگنے والے کی زبان اس حد تک پہنچ جائے کہ اس میں گویائی کی طاقت نہ رہے حتّٰی کہ انتہائی عجز کی وجہ سے زبان خاموش ہو جائے یہ رقت انگیز منظر بلند آواز سے کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔

دعا کرنے والا یہ کبھی نہ کہے کہ دعا مانگتے مانگتے تھک گیا.. ہوں قبول نہیں ہوتی انسان کا کام ہے مانگنا قبول کرنا یا نہ کرنا خدا کے اختیار میں ہے ؎

حافظ وظیفہ تو دُعا گفتن است وبس
در بند ایں مباش کہ شنید یا نہ شنید

دعا اگر قبول نہ بھی ہو تو کیا یہ سعادت کم ہے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کے دروازے پر جانے کی توفیق نصیب ہوگئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو دعا میں اڑ جائے اور پھر عطا نہ ہو خواہ سر دست اس کو دے دیا جائے یا آئندہ کے لئے جمع کر دیا جائے۔ دُعا قبول ضرور ہوتی ہے مگر اس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی تو وہ مِل جاتا ہے جو مانگا گیا تھا اور کبھی اس سے افضل چیز عطا ہوتی ہے اور کبھی دنیا میں کچھ نہیں ملتا۔ بلکہ اس کا اجر آخرت میں دیا جائے گا اللہ تعالےٰ ہر چیز کی مصلحت کو انسان سے بہتر جانتا ہے اور وہی خوب جانتا ہے اور جو کچھ انسان مانگ رہا ہے۔ اس کے لئے مناسب ہے یا نہیں اگر مناسب ہے تو کسی وقت اور کس حالت میں۔ انسان جو مانگے مِل جائے اس کا وعدہ نہیں کیا گیا۔ لیکن دعا ہر حال میں مفید ہی مفید ہے۔

نوٹ

خط وکتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجیے

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

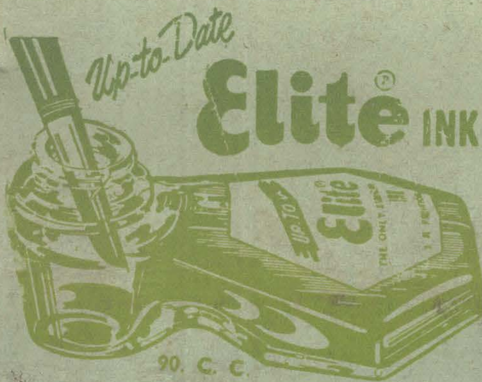
منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام خدام الدین کی توجہ کی ضرورت

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام پر بخوبی واضح ہے کہ شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتہ وار "خدام الدین" محض قال اللہ وقال الرسول کی آواز عام کرنے کے لئے شائع کرانا شروع کیا تھا کوئی تجارتی غرض یا دنیوی نفع اس سے مقصود نہ تھا۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ خواص و عام اس سے یکساں طور پر استفادہ کرسکیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی قیمت صرف ۱۴ آنے تجویز فرمائی تھی۔ جس میں آج تک کسی قسم کا اضافہ نہ کیا گیا۔ آجکل رسائل و اخبارات کا کاغذ عموماً نایاب ہو رہا ہے اور جو مل بھی رہا ہے اس کی ہوش ربا گرانی نے رسالہ کی اشاعت میں کافی مشکلات کا اضافہ کر دیا ہے۔ موجودہ موجودہ قیمت پر پرچہ کی فروخت سے کتابت، طباعت، اور سٹاف کی تنخواہ وغیرہ کا انتظام مشکل ہو رہا ہے۔ دوسری طرف ایجنٹ حضرات کیطرف سے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر سخت پریشانی کا موجب بنی ہوئی ہے۔ ہفتہ وار خدام الدین مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں ایجنٹ حضرات کو اس تاخیر کیطرف توجہ دلائی گئی تھی لیکن سوائے چند ایک حضرات کے باقی ایجنٹوں نے اپنے بقایا جات کی ادائیگی کی طرف پوری توجہ نہیں دی

ان حالات کے پیش نظر ادارہ ایجنٹ حضرات سے ایکدفعہ پھر درخواست کرتا ہے کہ اپنے بقایا جات جلد از جلد ادا کریں تاکہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔

بقایا جات کی ادائیگی کی تاخیر کیلئے بعض ایجنٹ حضرات اکثر یہ شکایت کرتے ہیں کہ قارئین کرام وقت پر رقوم ادا نہیں کرتے اس لئے قارئین کیخدمت میں بھی ادارہ التماس کرتا ہے کہ اپنے شہر کے ایجنٹ کی رقم ماہ بماہ چکا دیا کریں تاکہ وہ ان کی رقم ادا کرنے میں کئی کئی ماہ خاموش نہ رہیں اور ماہوار حساب درست رکھیں۔ (مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور)



فیروز سنز ... پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا